Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالک غیر ۷-۵۰ ‘‘
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۰ || ۹ تبلیغ ۱۳۴۰ھ ش ۲۲ شعبان ۱۳۸۰ھ ۹ فروری ۱۹۶۱ء || نمبر ۶

اخبار احمدیہ

ربوہ ۴ فروری (بوقت دس بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

"کل حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی اس وقت بھی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے"۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفائے کامل و عاجل اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں رکھیں۔

قادیان ۷ فروری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ ربہٗ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

— قادیان اور اس کے مضافات میں کئی روز سے مطلع ابر آلود رہتا ہے اور وقفہ وقفہ کے بعد بارش ہوتی رہی ہے۔ جس کی وجہ سے سردی کی شدت بڑھ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

اگر دلوں پر فتح پانا چاہتے ہو تو پاکیزگی اختیار کرو، عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو

عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی

ملفوظات امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل و قال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ . . . . مگر جو ان کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ کر لو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دلوں پر کہاں تک ہوتا ہے۔ اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو قرآن شریف میں لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (الصف) کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے، اور ہیں اور رہیں گے۔

تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپ کے حصہ میں آئی۔ اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔

میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تا جو تم میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضا ہو گئے ہو، ان باتوں پر عمل کرو۔ اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو۔ تاکہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو۔ اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔"

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۷۵)

جلسہ یوم مصلح موعود

بتاریخ ۲۰ فروری سنہ ۶۱ء

جماعت احمدیہ کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے امسال بھی "یوم مصلح موعود" ۲۰ فروری کو منایا جا رہا ہے۔ جملہ جماعتیں اس تقریب کو بہتر طور پر منانے کا انتظام فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ماہنامہ "انصار اللہ" کی خریداری کے لئے تحریک

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے جناب ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کے نام ارسال کردہ مکتوب کے ذریعہ بھارت کے احباب جماعت کو ربوہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ "انصار اللہ" کی خریداری کی تحریک فرمائی ہے۔ احباب کی اطلاع کیلئے حضرت ممدوح کا مکتوب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

"مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ نے ایک ماہنامہ "انصار اللہ" نومبر ۶۰ء سے جاری کیا ہے جو مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہے۔ اس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روح پرور ملفوظات اور پُر معارف تحریرات شائع کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ حضور کے صحابہ کے دلچسپ حالات قبولِ حق کے ایمان افروز واقعات اور روایات۔ قربانی و ایثار اور فدائیت کے نمونے شائع کرنے کا التزام ہے۔ اور پھر تاریخ اسلام اور تاریخِ احمدیت کے چیدہ چیدہ واقعات بھی پیش کئے جانے کا پروگرام ہے۔ اسی طرح اہلِ علم بزرگان کے تربیتی مضامین اور اہلِ قلم حضرات کے بلند پایہ علمی مقالے بھی اسی رسالہ کے ذریعہ پیش کئے جائیں گے۔ الغرض یہ ماہنامہ انصار اللہ ایک معلم اور مربی کا کام دے گا۔ میں اس خط کے ذریعہ بھارت کی مجالس انصار اللہ کو تحریک کرتا ہوں کہ اس کے ممبران اس رسالہ کو اپنے نام جاری کرائیں۔ اور اس سے استفادہ کریں۔ اور جو اصحاب اپنے طور پر خرید کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں وہ مل کر اپنی مجالس ہی کے لئے کم از کم رسالہ تو ضرور جاری کرا لیں۔ اس رسالہ کا سالانہ چندہ صرف پانچ روپیہ ہے۔ جو رسالہ کی خوبیوں کے بالمقابل معمولی رقم ہے۔ والسلام

(مرزا بشیر احمد ربوہ) ۲۸/۱/۶۱

مبلغین مشرقی افریقہ قادیان میں

قادیان ۷ فروری۔ مشرقی افریقہ میں تیرہ سال مسلسل تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دینے کی سعادت حاصل کرنے والے دو مبلغین کرام مع اہل و عیال قادیان کے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کیلئے پاکستان سے ہوتے ہوئے مورخہ ۵ فروری سنہ ۶۱ء کو یہاں پہنچے اور آج آٹھ بجے کی گاڑی سے واپس عازم پاکستان ہوگئے (باقی صفحہ پر)

موصی احباب کیلئے مژدہ

موصی احباب یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ جس طرح چند سال قبل انجمن تحریک جدید نے مجاہدین تحریک جدید دور اول کے ناموں پر مشتمل بہترین اور دائمی ریکارڈ کی صورت میں ایک کتاب "پنجہزاری مجاہدین" کے نام سے شائع کی تھی۔ اور جو تحریک جدید کے جہاد میں مسلسل قربانی کرنے والے مخلصین کے لئے باعث عزت و فخر ہے اسی طرح اب نظارت بہشتی مقبرہ ایک کتاب شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے۔ جو ایسے مخلص موصیوں کے ناموں اور مختصر کوائف پر مشتمل ہو گی جنہوں نے اپنا حصہ آمد باقاعدگی کے ساتھ تا تاریخ ادا کیا ہو گا۔

گویا یہ ایک ایسی یادگاری کتاب ہو گی جس میں ان تمام احباب کے نام درج ہوں گے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے متواتر سالہا سال تک اپنی خوشی سے "وصیت" کے ذریعہ اپنے اوپر ایک موت وارد کی اور اپنی آمدنیوں کا ایک معقول حصہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حوالے کرتے رہے اور خود تکلیف اٹھائی لیکن انہوں نے دنیا میں اسلام کو سربلند کرنے کے عہد کو پورا کیا۔ اور اس شان کے ساتھ پورا کیا کہ ہفتے اور مہینے نہیں بلکہ سالوں تک اپنی آمدنیاں 1/10 سے لیکر 1/3 حصہ تک جماعت کے بیت المال کے حوالے کرتے رہے۔ اور اس طرح انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں۔

درحقیقت ہر انسان کی فطرت میں یہ خواہش پوشیدہ طور پر موجود ہوتی ہے کہ اس کا نام دنیا میں اس طرح زندہ رہ جائے کہ اس کی وفات کے بعد بھی اسے یاد کیا جاتا رہے لاولد اشخاص میں نرینہ اولاد کے لئے تڑپ اسی خواہش کا ایک حصہ ہے۔ انسان چاہتا ہے کہ اس کا نام اس کی وفات کے بعد زندہ رہے۔

انسانی فطرت کی یہ خواہش عجیب عجیب رنگ میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ شعوری طور پر بھی اور غیر شعوری طور پر بھی۔ معقولیت کے ساتھ بھی اور غیر معقول طور پر بھی۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اپنے نام کو زندہ رکھنے کے لئے ہر انسان اپنے دائرہ کے اندر اور اپنے اپنے ذرائع سے کام لے کر کوئی نہ کوئی ایک کام کرتا ہے جس کی تکمیل کے بعد اس کے ضمیر میں ایک طمانیت سی پیدا ہو جاتی ہے۔ دنیا میں ہزاروں لاکھوں انسان ایسے گذرے ہیں جنہوں نے دنیا میں نام پیدا کرنے کے لئے بڑی جدوجہد کی۔ ان کی اس جدوجہد کا رنگ کچھ بھی ہو لیکن اس کا مظاہرہ چنگیز خاں نے کیا ہلاکو نے کیا اور سکندر اعظم نے کیا۔ پھر کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ڈاکو اور رہزن بن جاتے ہیں۔ اور اس طرح دنیا میں نام پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپ نے اگر لال قلعہ دہلی اور ہمایوں کا مقبرہ وغیرہ مشہور مقامات کو دیکھا ہے تو آپ نے ضرور کہیں نہ کہیں مشاہدہ کیا ہو گا کہ ان مقامات پر جانے والے لوگ کہیں پنسل کے ساتھ اپنا نام اور پتہ لکھ آتے ہیں اور کہیں چاقو کے ساتھ کرید آتے ہیں۔ اور گو اس فعل کو مستحسن قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن ان کا یہ فعل اس حقیقت کا غماز ضرور ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی ایک یادگار چھوڑنے کی کوشش کی۔ اور چونکہ ان کے خیال میں لال قلعہ اور ہمایوں کا مقبرہ دیر تک رہنے والی چیزیں تھیں اس لئے انہوں نے وہاں اپنے نام لکھ دیئے یا کھود دیئے۔

اسی طرح آپ نے دیکھا ہو گا کہ جو لوگ منارۃ المسیح (قادیان) کی زیارت کے لئے آتے ہیں وہ منارۃ المسیح کے اندر جا بجا اپنے نام لکھ جاتے ہیں بعض پنسل کے ساتھ اور بعض کسی نوکدار ہتھیار کے ساتھ۔ ان میں سے بعض تو ایسے ہوں گے جنہیں یہ احساس نہ ہوا ہو گا کہ وہ منارۃ المسیح کے اندر سفید سرمئی پلاسٹر کو خراب کر رہے ہیں لیکن بعض ضرور ایسے بھی ہوں گے جن کے ضمیر نے انہیں اس فعل سے روکا ہو گا۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنی غیر محسوس جبلی خواہش کو پورا کر گئے۔ کہ ان کا نام دیر تک زندہ رہے۔ اور یہ حرکت انہوں نے اس لئے کی کہ وہ سمجھتے تھے کہ منارۃ المسیح دیر تک قائم رہنے والی چیز ہے۔

پھر جن لوگوں نے منارۃ المسیح کی زیارت کی ہے انہوں نے دیکھا ہو گا کہ منارۃ المسیح کی پہلی منزل میں باہر کی طرف سنگ مرمر پر کندہ کئے ہوئے کچھ نام بھی ہیں۔ اور یہ ان لوگوں کے نام ہیں جنہوں نے منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے مالی قربانی کی تھی اور اس طرح اپنے ناموں کو زندۂ جاوید کیا تھا۔

اب ظاہر ہے کہ جو نام منارۃ المسیح کے اندر پنسل یا چاقو سے لوگوں نے از خود لکھے ہیں۔ اور جو نام باہر کی طرف سنگ مرمر پر کندہ ہیں۔ ان دونوں قسم کے ناموں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور ہم آسانی کے ساتھ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان دونوں قسم کے ناموں میں زیادہ دیر تک زندہ رہنے والے اور پائدار نام کون سے ہیں۔ منارہ کے اندر کا پلاسٹر اگر کسی وقت خراب ہو گیا تو اس کی جگہ نیا پلاسٹر ہو جائے گا۔ اور وہ نام بھی مٹ جائیں گے۔ لیکن جو نام سنگ مرمر پر کندہ ہیں ان کی فہرست سلسلہ عالیہ کی تاریخ میں محفوظ ہے۔ اور یہ نام سلسلہ کی تاریخ اور خدا کے گھر سے کبھی مٹ نہیں سکتے۔

پس دنیا میں نام کو زندہ رکھنے کا جو گر اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے وہ یہ ہے کہ دین کی خاطر قربانیاں کرو۔ اور موصی احباب نے چونکہ مسلسل قربانیاں کی ہیں اور کر رہے ہیں اس لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ان کی قربانیوں کی قدر کرتے ہوئے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ ایسے موصیوں کے ناموں پر مشتمل ایک کتاب شائع کی جائے جو باقاعدگی سے حصہ وصیت کے چندے ادا کرتے رہے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے زبانی یا تحریری وعدوں سے نہیں بلکہ اپنے متواتر عمل کے ساتھ ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں۔

لہذا میں بھارت کے تمام موصی احباب کی خدمت میں یہ خوشخبری پہنچا رہا ہوں کہ باقاعدگی کے ساتھ چندہ ادا کرنے والے موصیوں کے ناموں پر مشتمل کتاب عنقریب شائع کرنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ اور دفتر بہشتی مقبرہ کی طرف سے تمام موصیوں کے حسابات کی جانچ پڑتال شروع کی جا رہی ہے۔ اور یہ کوشش کی جائے گی کہ جلد از جلد تمام موصی احباب کی خدمت میں ان کا اب تک کا حساب بھجوا دیا جائے۔

اسی سلسلہ میں یہ بھی گذارش ہے کہ جو موصی احباب بقایا دار ہیں (اور وہ جانتے ہوں گے کہ وہ بقایا دار ہیں) وہ جلد از جلد اپنے بقایا کو ادا کرنے کی کوشش فرما دیں۔ تا کہ ان کے نام اس یادگاری کتاب میں شائع ہونے سے رہ نہ جائیں۔ جن موصی احباب کو خود معلوم نہ ہو کہ ان کے ذمہ کس قدر بقایا ہے وہ اپنی اپنی جماعتوں کے سیکرٹریان مال سے دریافت کر لیں اور اگر سیکرٹریان مال سے بھی معلوم نہ ہو سکے تو وہ دفتر ہذا کو خط تحریر فرمائیں۔ انشاء اللہ جلد انہیں صحیح معلومات بہم پہنچائی جائیں گی۔

موصی احباب یہ گذارش بھی نوٹ فرمائیں کہ جن کے ذمہ بقایا ہے وہ بقایا تو انہوں نے بہرحال ادا کرنا ہے اور بقایا کی ادائیگی کے بغیر ان کا عہد وصیت بہرحال نامکمل رہے گا۔ لہذا جب انہوں نے اپنا بقایا بہرطور ادا کرنا ہے۔ جلد یا بدیر۔ تو ان کے لئے یہ سنہری موقعہ ہے کہ وہ اپنے بقایا کو فوری طور پر ادا کر کے ایک طرف اپنے عہد وصیت سے سرخرو ہو جائیں اور دوسری طرف اس زیر اشاعت یادگاری کتاب میں اپنے نام لکھوائیں۔

یہ کتاب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک اہم مقام کی حامل ہو گی۔ جو قیامت تک سلسلہ کے لٹریچر کا ایک اہم جزو سمجھی جائے گی۔ اور آنے والی نسلوں کو قربانیوں کا درس دے گی۔ امید ہے کہ تمام موصی احباب اس کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتے ہوئے اپنے فرض کو ادا کریں گے۔

اس کے ساتھ ہی جماعت کے ان مخلصین کو بھی خوشخبری ہو جنہوں نے گو ابھی تک وصیت نہیں کی لیکن ان کے دل میں وصیت کرنے کی خواہش موجود تھی۔ اب ان کے لئے ایک خاص موقعہ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما دیا ہے کہ وہ وصیت کے روحانی نظام میں شامل ہو جائیں اور وصیت کرنے میں دیر نہ کریں اور اس وقت تک کہ کتاب کی اشاعت کے انتظامات اپنی تکمیل کو پہنچیں وہ وصیت کر کے باقاعدہ چندہ وصیت ادا کرنے والے بن کر اس کتاب میں اپنے نام لکھوا سکیں۔

میں جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے تمام عہدیداروں سے بھی اور سلسلہ عالیہ کے مبلغین سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ وصیت کے روحانی نظام اور اس کتاب کی اہمیت سے احباب کو پوری طرح آگاہ کرنے کی کوشش فرما دیں۔ تا کہ جماعت کی اکثریت اس نظام کے ماتحت دین کے لئے مالی قربانیاں کر کے اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں قابل ذکر حصہ لے سکے۔

اللہ تعالیٰ احباب کے ساتھ ہو۔ آمین۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت دنیا میں ایک عظیم الشان روحانی تغیر پیدا کرنے کیلئے قائم ہوئی ہے

دنیا کے حالات بتا رہے ہیں کہ وہ واقعی ایک تغیر چاہتی ہے لیکن تغیر قلوب کی اصلاح کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا

اپنے اندر ایک روحانی تبدیلی پیدا کرو کہ اس کے بغیر تم دوسروں کے قلوب کی اصلاح نہیں کر سکتے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دنیا میں تغیر پیدا کرنے کے

دو ہی ذرائع ہوتے ہیں

ایک اندرونی اور ایک بیرونی۔ بعض علوم اور بعض تغیرات باہر سے اندر کی طرف جاتے ہیں اور بعض علوم اور بعض تغیرات اندر سے باہر کی طرف جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ ہم نے تیرے دل پر کلام نازل کیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی پہلے دل پر نازل ہوئی اور اس کے بعد اس نے اذکار، آنکھوں اور کانوں پر اثر کیا۔ پس بعض علوم باہر سے اندر کی طرف آتے ہیں۔ پہلے وہ کانوں اور آنکھوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ پھر

احساسات اور جذبات پر

اثر انداز ہوتے ہیں۔ پھر دماغ پر اثر کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد دل پر اثر کرتے ہیں۔ لیکن بعض علوم پہلے دل پر نازل ہوتے ہیں۔ پھر افکار یعنی دماغ پر ان کا اثر ہوتا ہے۔ پھر ان کا اثر کانوں اور آنکھوں پر ہوگا۔ قرآنی علم کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ باہر سے اندر آنے والا علم نہیں۔ بلکہ وہ ان علوم میں سے ہے۔ جو اندر سے باہر کی طرف آتے ہیں۔ پہلے وہ دلوں پر نازل ہوتے ہیں۔ اس کے بعد وہ افکار اور کانوں اور آنکھوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان کا چشمہ غیب سے پھوٹتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔ پہلے وہ دل کی صفائی کرتے ہیں۔ پھر دماغ کی صفائی کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ کانوں اور آنکھوں کی صفائی کرتے ہیں۔ پس دنیا میں اصلاحات اور تغیرات کے دو ہی طریق ہیں اندرونی اور بیرونی۔

اندرونی تغیرات وہ ہوتے ہیں

جو پہلے دل پر اثر انداز ہوں اور پھر باہر کی طرف آئیں۔ اور بیرونی تغیرات وہ ہوتے ہیں۔ جو پہلے کانوں اور آنکھوں پر اثر انداز ہوں پھر اندر کی طرف جائیں اور روحانی طریق وہی ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر جو کلام نازل ہوا وہ پہلے دل پر نازل ہوا۔ پھر دماغ کی طرف آیا۔ اور دماغ کے بعد وہ کانوں اور آنکھوں کی طرف آیا۔ پس اصل طریقہ یہی ہے کہ تغیر اندر سے باہر کی طرف آئے۔ کیونکہ یہی طریق خدا تعالیٰ نے اختیار کیا ہے۔

ہماری جماعت کو بھی جب کہ وہ اصلاحات کے ایک عام دور میں سے گزر رہی ہے انہیں اندر

اس قسم کا تغیر پیدا کرنا چاہیئے

دنیا میں شاید کبھی اتنی اصلاحی تحریکیں جاری نہیں ہوئیں۔ جتنی اس زمانہ میں جاری ہوئی ہیں۔ اس زمانہ میں متعدد تحریکیں مختلف ناموں سے جاری ہوئی ہیں کوئی بولشوازم کے نام پر ہے۔ کوئی سوشلزم کے نام پر ہے کوئی نازیزم کے نام پر ہے کوئی ڈیموکریٹک انسٹی ٹیوشن کے نام پر ہے کوئی جمہوریت کے نام پر ہے کوئی استقلال کے نام پر ہے اور کوئی حریت کے نام پر ہے۔ غرض اس زمانہ میں اتنی سیاسی تمدنی اور مذہبی تحریکیں جاری ہیں کہ اس سے قبل شاید بلکہ یقیناً دنیا میں اتنی تحریکیں نہیں ہوئیں۔

پرانے زمانہ کا معیار

یہ تھا کہ ایک ایک چیز لو۔ اسے پرکھتے جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ تکمیل تک پہونچ جائے۔ اسی لئے آج سے ہزار سال قبل جو کپڑے ہمارے آباؤ اجداد پہنتے تھے وہ آج بھی دیکھنے میں آتے ہیں پرانے زمانہ میں وہی چیزیں چلتی تھیں جن میں آہستہ آہستہ ارتقاء ہوتا جاتا تھا۔ چند قسم کے کپڑے تھے۔ جو پرانے زمانہ میں معروف تھے۔ اور وہ آج تک موجود ہیں۔ مثلاً تافتہ ہے زربفت ہے جن سے سینکڑوں سال پہلے ہمارے آباؤ اجداد یہ کپڑے پہنتے تھے۔ اور آج بھی لوگ یہ کپڑے پہنتے ہیں۔ لیکن اس کے مقابلے میں یورپ کو دیکھو لو۔ اگر کسی کو ایک کپڑا پسند آگیا ہے۔ اور وہ اگلے سال وہی کپڑا تلاش کرنے نکلے تو وہ کپڑا اُسے نہیں ملے گا۔ اگر کوئی بازار جائے۔ اور دکاندار سے کہے کہ مجھے اس کوٹ کا کپڑا پسند ہے۔ یہ کپڑا مجھے دو۔ تو دکاندار کہے گا بارہ ماہ قبل اس کا رواج تھا۔ آج تو اس کا رواج نہیں۔ آجکل اور ڈیزائن آگئے ہیں۔ غرض تافتہ دشتی مخمل اور زربفت کے کپڑے جو ہزاروں سال پہلے کے ہیں۔ وہ تو آج بھی ملتے ہیں۔ لیکن یورپ کا بنا ہوا کپڑا اگلے سال بھی نہیں ملے گا۔ حالانکہ وہ چیز اچھی بھی ہوتی ہے۔ اور لوگوں میں مقبول بھی ہوتی ہے۔ لیکن

فیشن بدلنے کا شوق

ہوتا ہے۔ اس لئے اگلے سال کپڑے کا کوئی نیا ڈیزائن بازار میں آجائے گا۔ اور پہلا ڈیزائن غائب ہو جائے گا۔ بعض دفعہ ایک عام استعمال میں آنے والی چیز بھی ایسی غائب ہو جاتی ہے۔ کہ اسے تلاش کرنا مشکل ہوتا ہے۔ مثلاً ہمارے ملک کے تجربہ نے بتایا ہے کہ ۲۶ کی ململ کی پگڑی اچھی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ۲۶ کی ململ کی پگڑی پہنا کرتے تھے اور میں بھی ۲۶ کی ململ کی پگڑی ہی پہنتا ہوں۔ لیکن اب یہ ململ بازار سے غائب ہو گئی ہے اور اس کا حاصل کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ اب کوئی واقف کار ملتا ہے تو اُسے کہا جاتا ہے کہ کہیں سے ۲۶ کی ململ لا دو۔ کیونکہ اسی ململ کی پگڑی باندھنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ دوسری ململ موٹی ہو جاتی ہے۔ اور اس کی پگڑی ہاتھ میں نہیں آتی۔ اور یا پھر پتلی ہو جاتی ہے۔ لیکن ابھی

ایک نسل بھی نہیں گذری

کہ یہ ململ بازار میں نہیں ملتی۔ بچپن میں جو ٹھٹھا آپ لوگ پہنا کرتے تھے وہ آج نہیں ملتا۔ جن لٹھے کے کپڑے تم اب پہنتے ہو۔ وہ تمہارے بڑھاپے کے وقت نہیں ہوں گے۔ لیکن جہاں تھوڑے عرصہ کے بعد فیشن بدل جاتا ہے وہاں تمہارا پرانا طریق نہیں بدلتا۔ وہی زربفت آج پائی جاتی ہے۔ جو آج سے ہزاروں سال پہلے مستعمل تھی۔ کیونکہ

پرانا طریق یہ تھا

کہ اگر کوئی اچھی چیز ہو تو اُسے لئے چلو۔ مثلاً کنگھیوں کو ہی لے لو کتنی معمولی چیز ہے کنگھیاں ہزاروں سال کی چلی ہوئی ہیں۔ جو کنگھیاں آج بنائی جاتی ہیں۔ وہی کنگھیاں ہمارے باپ دادا بنایا کرتے تھے۔ وہی کنگھیاں دسویں صدی میں بنائی جاتی تھیں وہی کنگھیاں نویں صدی میں بنائی جاتی تھیں۔ وہی کنگھیاں آٹھویں اور ساتویں صدی میں بنائی جاتی تھیں وہی کنگھیاں چھٹی اور پانچویں صدی میں بنائی جاتی تھیں۔ وہی کنگھیاں تیسری اور دوسری صدیوں میں بنائی جاتی تھیں۔ لیکن یورپ کی کنگھیوں کو لو۔ وہ روز بدلتی ہیں۔ کبھی لمبائی کم ہو جاتی ہے۔ کبھی رنگ بدل جاتا ہے۔ کبھی چوڑائی بدل جاتی ہے کبھی دھات بدل جاتی ہے۔ کسی وقت لکڑی کی کنگھیاں بنائی جاتی ہیں۔ کسی وقت لوہے کی کنگھیاں بنائی جاتی ہیں۔ اور کبھی پلاسٹک کی کنگھیاں بنائی جاتی ہیں۔ کبھی دندانوں میں فرق پڑ جاتا ہے۔ غرض تمہاری کنگھیاں ہزاروں سال سے نہیں بدلیں لیکن یورپ کی کنگھیاں جو آج سے چند سال قبل تھیں اب نہیں ملتیں۔ ملتان میں مٹی کے برتن بنتے ہیں۔ آج سے ہزاروں سال قبل جس رنگ کے اور نقش کے برتن بنتے تھے۔ اسی رنگ اور بیل اور نقش کے برتن آج بھی بنتے ہیں۔ پرانے شہر کھودے جا رہے ہیں۔ ان سے اسی بیل، رنگ اور نقش کے برتن مل رہے ہیں۔ جو آج کل بنائے جاتے ہیں۔ لیکن انگریزی پیالی جو آج سے دس سال قبل بازار میں ملتی تھی آج نہیں ملے گی۔ کارخانے وہی ہوتے ہیں لیکن نئے ڈیزائن آ جاتے ہیں اور پرانے ڈیزائن ختم ہو جاتے ہیں غرض دلوں سے نکلی ہوئی اور

خدا تعالیٰ کے منبع سے آئی ہوئی چیز

جو ہوتی ہے وہ پائیدار ہوتی ہے اور پرانے لوگ چاہتے تھے کہ ان کی بنائی ہوئی چیزیں بھی خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں کی طرح پائیدار ہوں جس طرح ایک مذہب کا پیرو اس بات پر فخر کرتا ہے کہ اس کا مذہب [illegible]

سال سے ہے اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ اسی طرح ایک مٹی کے برتن بنانے والا اس بات پر فخر کرتا تھا کہ سینکڑوں سال سے وہ اسی قسم اور اسی رنگ اور اسی سائز کے برتن بنا رہے ہیں۔ لیکن آجکل تو مذہب اور دین بھی بدل رہے ہیں اور نئی نئی باتیں مذاہب میں داخل کی جا رہی ہیں غرض دنیا میں اب نئی سے نئی چیزیں آ رہی ہیں۔ نہ پرانے برتن ملتے ہیں نہ پرانی قسم کا فرنیچر ملتا ہے۔ اور بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ وہ کیوں بدل گئیں۔ کرسی کو لے لو۔ آج سے چند سال پہلے اس کی جو شکل تھی وہ آج نہیں۔ اس کی لکڑی کی موٹائی پہلے کی نسبت کم ہو گئی ہے تو کہیں

اس کی شکل بدل دی گئی ہے

تو اس میں کیا فائدہ نظر آیا ہے۔ ایک دکاندار کہے گا کہ اس کا فائدہ تو کچھ نہیں فیشن بدل گیا ہے۔ فیشن کیوں بدلا اس کی وہ کوئی وجہ بیان نہیں کر سکے گا۔ میں نے اب مکان بدلا۔ تو میں لاہور گیا اور میں نے چاہا کہ بعض وہ چیزیں خریدوں جو قادیان میں ہمارے گھروں میں ہوتی تھیں لیکن دکاندار کہنے لگا اب فیشن بدل گیا ہے وہ چیزیں اب نہیں مل سکتیں۔ گویا آج سے پانچ سات سال قبل جو چیزیں قادیان میں ہمارے استعمال میں آتی تھیں آج بازار میں نہیں ملتیں۔ ان کی جگہ نئی چیزوں نے لے لی ہے۔ میں نے دکاندار سے کہا پرانی فہرست ہی دکھا دو۔ تو وہ کہنے لگا پرانی فہرست کون رکھتا ہے۔ اب نئی فہرستیں ہیں۔ نئی چیزیں ہیں۔ پس آجکل کی ہر چیز بدلی ہے لیکن ہمارا پرانا طریق [illegible] قائم ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پرانے لوگ ہر چیز میں سوچ سمجھ کر اور آہستہ آہستہ تغیر کرتے تھے۔ لیکن آجکل محض فیشن کے بدلنے پر چیزیں بدل جاتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تغیر واقع ہونا ایک لازمی چیز ہے اور اس کے بغیر دنیا قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن

اندھا دھند تغیر پیدا کرنا تباہی کا موجب ہوتا ہے

جس طرح یہ بات خطرناک ہے کہ جو بات امام ابو حنیفہ رح آج سے بارہ سو سال پہلے کہہ گئے تھے وہ نہیں بدلے گی جس طرح یہ بات خطرناک ہے کہ امام شافعی رح بارہ پونے بارہ سو سال پہلے جو بات کہہ گئے تھے وہ نہیں بدلے گی۔ یا امام احمد بن حنبل بارہ ساڑھے سو سال پہلے جو بات کہہ گئے تھے وہ نہیں بدلے گی اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ ایک شخص قرآن اور حدیث کو پوری طرح سمجھتا نہ ہو اور وہ نئے نئے مسائل نکالتا رہے۔ تغیر چاہے کتنا ہی قلیل ہو بڑے تجربہ غور اور فکر کے بعد کرنا چاہیئے۔ مگر اس زمانہ میں مذہب میں اسی طرح دست درازی ہو رہی ہے کہ لوگ نئے نئے مسائل مذہب میں داخل کر رہے ہیں۔ اور انہیں یہ بھی محسوس نہیں ہوتا کہ یہ کتنی سنگین بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک دوست مہر نبی بخش صاحب تھے۔ وہ بٹالہ کے رہنے والے تھے۔ بعد میں احمدی ہوئے اور نہایت مخلص احمدی ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ مسئلہ نکالا کہ

عربی زبان اُم الالسنہ ہے

یعنی سب زبانیں اسی سے نکلی ہیں۔ مہر نبی بخش صاحب نے اس مسئلہ کو لیا اور اسی کام میں مشغول ہو گئے۔ کہ ہر لفظ کا عربی زبان سے نکلا ہوا ہونا ثابت کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو لغت کے واقف تھے۔ صرف و نحو کے واقف تھے۔ آپ جو مسئلہ نکالتے تھے علم کی بناء پر نکالتے تھے۔ جب آپ نے یہ کہا تھا کہ سب کچھ قرآن کریم میں موجود ہے تو اس سے آپ کی یہ مراد تو نہیں تھی کہ قرآن کریم میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ بڑھئی کا کام کس طرح کیا جائے۔ یا اس میں یہ بھی ذکر آتا ہے کہ کھیتی باڑی کے کیا اصول ہیں۔ سب کچھ سے مراد یہ تھا کہ تمام ضروریات دینیہ قرآن کریم میں موجود ہیں۔ لیکن مہر نبی بخش صاحب نے خیال کر لیا کہ سب کچھ قرآن کریم میں موجود ہے۔ چنانچہ کسی نے ان سے کہہ دیا کہ آلو اور مرچوں کا قرآن کریم میں کہاں ذکر ہے۔ وہ کہنے لگے۔ اللؤلؤ والمرجان جس کے معنے موتی اور مونگا کے ہیں آلو اور مرچیں ہی ہیں اور [illegible] کیا ہے۔ پس ایک طرف تو اتنا تعیر ہے کہ بعض کے نزدیک خدا تعالیٰ کے قول [illegible] وہ بھی نہیں بدلنا۔ دوسری طرف لوگ تغیر و تبدل کرتے ہیں تو اندھیر مچا دیتے ہیں کوئی اصول اور قاعدہ نہیں ہوتا۔

اصل طریق وسطی ہے

انسان کو تغیر قبول کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ لیکن تغیر پیدا کرنا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جب چاہتا ہے تغیر پیدا کرتا ہے اور جب وہ تغیر پیدا کرتا ہے تو دنیا اسے تغیر پیدا کرنے سے روک نہیں سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک شخص قادیان آیا وہ مخلص احمدی تھا

اس نے کہا اگر حضرت مرزا صاحب کو کہا جاتا ہے کہ آپ ابراہیم ہیں۔ نوح ہیں۔ موسیٰ ہیں۔ عیسیٰ ہیں۔ محمد ہیں تو مجھے بھی خدا تعالیٰ ہر وقت یہی کہتا ہے کہ تو محمدؐ ہے لوگ اسے سمجھانے لگے۔ تو اس نے کہا

خدا تعالیٰ کی آواز مجھے آتی ہے

وہ خود مجھے کہتا ہے کہ تو محمدؐ ہے تمہاری دلیلیں مجھ پر کیا اثر کر سکتی ہیں۔ جب لوگ سمجھانے سمجھاتے تھک گئے تو انہوں نے خیال کیا کہ بہتر ہے اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض سے درخواست کی کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خود کر کر کے وقت لے دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا اور آپ نے فرمایا اچھا اس شخص کو بلا لو۔ چنانچہ وہ شخص حضور کی خدمت میں لایا گیا اور اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ مجھے ہر وقت یہ کہتا ہے کہ تم محمدؐ ہو۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے تو خدا تعالیٰ ہر وقت یہ نہیں کہتا کہ میں ابراہیم ہوں۔ موسیٰ ہوں۔ عیسیٰ ہوں۔ لیکن جب وہ کہتا ہے کہ تم عیسیٰ ہو تو وہ عیسیٰ والی صفات بھی مجھے دیتا ہے جب وہ کہتا ہے کہ تم موسیٰ ہو تو موسیٰ والے نشانات بھی مجھے دیتا ہے۔ اگر وہ آپ کو ہر وقت محمدؐ کہتا ہے تو کیا وہ آپ کو

قرآن کریم کے معارف

لطائف اور حقائق بھی دیتا ہے یا نہیں اس نے کہا۔ دیتا تو کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا دیکھو سچے اور جھوٹے میں یہی فرق ہوتا ہے اگر کوئی شخص سچے طور پر کسی کو مہمان بناتا ہے تو وہ اسے کھانے کو دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی کسی سے مذاق کرتا ہے تو وہ یونہی کسی کو بلا کر اس کے سامنے خالی برتن رکھ دیتا ہے اور کہتا ہے یہ پلاؤ ہے یہ زردہ ہے۔ خدا تعالیٰ مذاق نہیں کرتا شیطان مذاق کرتا ہے اگر آپ کو محمدؐ کہا جاتا ہے اور پھر قرآن کریم کے معارف لطائف اور حقائق نہیں دیئے جاتے تو ایسا کہنے والا شیطان ہے خدا نہیں۔ خدا تعالیٰ اگر کچھ کہتا ہے تو وہ اس کے مطابق چیز بھی انسان کے آگے رکھ دیتا ہے اگر آپ کے سامنے کوئی چیز نہیں رکھی جاتی تو آپ یقین کر لیں کہ آپ کو محمدؐ کہنے والا خدا نہیں شیطان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ

تغیر خدا تعالیٰ پیدا کرتا ہے

اس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا تو لوگوں کی توجہ آپ ہی آپ آپؐ کی طرف ہو گئی۔ یہ نہیں ہوا کہ کسی نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سُنا ہو اور اس نے آپ کو کوئی اہمیت نہ دی ہو۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت بھی بتا رہی ہے کہ لوگ آپ کو اہمیت دیتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کو اپنے اندر استقلال پیدا کرنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں ایک عظیم الشان روحانی تغیر کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ اور عظیم الشان تغیر دلوں کی اصلاح سے ہی ہو سکتا ہے۔ بیرونی اصلاح سے نہیں۔

یورپین تحریکیں

بیرون سے اندرون کی طرف چلتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی تحریکیں اندرون سے بیرون کی طرف چلتی ہیں۔ مجھے اس خطبہ کی تحریک خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع سے ہوئی ہے۔ نوجوانوں کا جلسہ ہو رہا ہے۔ اور وہاں لفٹ رائٹ لفٹ رائٹ ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس سے بھی اصلاحیں ہوتی ہیں۔ لیکن یہ اصلاحیں زیادہ دیر تک نہیں چل سکتیں۔ اس کے مقابلہ میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تبدیلی پیدا کی وہ دل سے تعلق رکھتی تھی اس کا تعلق اندرون سے تھا اسلئے

آپ ایک حقیقی تبدیلی پیدا کر گئے

آج آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم پر چودہ سو سال گذرنے کو ہیں۔ لیکن اس کے نقش ابھی قائم ہیں۔ فلاسفروں کی کتب پڑھنے والے آج بھی ہزاروں ہوں گے جالینوس کی کتابیں پڑھنے والے سینکڑوں ہوں گے۔ لیکن ان پر عمل کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والے اس گئے گذرے زمانہ میں بھی لاکھوں کی تعداد میں ہونگے۔ اس کے مقابل پر آپ کے بعد جو فلسفی آئے ان کی تعلیم پر عمل کرنے والے دس افراد بھی نہیں ملتے۔ پس جن تغیر کے نقش مستقل ہوتے ہیں وہی تغیر بابرکت ہوتا ہے ورنہ ظاہری تبدیلی اچھی نہیں

دنیا ایک روحانی تغیر چاہتی ہے

اور وہ تغیر ضرور ہو کر رہے گا۔ اس تغیر کو کوئی نہ کوئی جماعت پیدا کرے گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ ایسے تغیر کوئی جماعت ہی پیدا کرتی ہے پس جب ایسا تغیر مقدر ہے تو [illegible]

(باقی [illegible] پر)

سلسلہ احمدیہ کے مخلص اور ممتاز خادم

محترم ڈاکٹر حافظ بدرالدین احمد صاحب کی ربوہ میں وفات

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ربوہ یکم فروری۔ افسوس حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب مرحوم رض کے فرزندِ اکبر محترم ڈاکٹر حافظ بدرالدین احمد صاحب مورخہ ۳۰ اور ۳۱ جنوری ۶۱ء کی درمیانی شب بعمر ۶۳ سال ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ایک عرصہ سے دل اور سانس کی تکلیف تھی۔ اس عارضہ کے باعث آپ بورنیو سے ربوہ آ گئے۔ باوجود ہر چند علاج معالجہ کے اسی تکلیف میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آج (یکم فروری) کو مولانا جلال الدین صاحب شمس نے اہلِ ربوہ کی بڑی تعداد سمیت جنازہ پڑھا۔ اور آپ کو ربوہ کے مقبرہ بہشتی قطعہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں دفن کیا گیا۔

محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور رض سلسلہ احمدیہ کے بہت مخلص، فدائی اور ممتاز خادموں میں سے تھے۔ اسلام و احمدیت اور سلسلہ کے ساتھ ان کی محبت و عقیدت اور وابستگی اور شیفتگی و انتہائی عشق کا ایک نمایاں اور خصوصی رنگ لئے ہوئے تھی۔ آپ کو سابق بالخیرات ہونے اور جلیل القدر خدمات کی وجہ سے کئی خصوصی امتیاز حاصل تھے۔ سب سے اول یہ کہ آپ نے اپنے والد محترم حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب مرحوم رض سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ مبارک میں ہی آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ ہر چند کہ آپ جماعت کے باقاعدہ مبلغ نہیں تھے۔ تاہم زندگی بھر اسلام و احمدیت کے نڈر اور بے باک مبلغ کے طور پر ایسی نمایاں اور شاندار خدمات سر انجام دیں جو دیگر احباب اور آنے والی نسلوں کے لئے قابلِ رشک و قابلِ تقلید مثال کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ بسلسلہ ملازمت و پریکٹس ایک لمبا عرصہ بیرونی ممالک میں مقیم رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے مشرقی افریقہ کے متعدد علاقوں ٹلی، فلپائن اور بورنیو میں متعدد جماعتیں قائم کیں۔ ان سب ممالک اور علاقوں میں سینکڑوں افراد کو آپ کے ذریعہ قبولِ حق کی توفیق ملی۔ بعد قرآن مجید سے عشق کا یہ عالم تھا کہ بڑی عمر میں آپ نے چار ماہ کے اندر اندر از خود ہی قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ کی ان نمایاں خدمات نیز اسلام و احمدیت اور سلسلہ کے ساتھ آپ کے اس جذبۂ عشق کی وجہ سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ نمایاں اعزاز بخشا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ساری جماعت کے سامنے آپ کے نمونے اخلاص اور خدمات کا ذکر کرتے ہوئے بہت شاندار الفاظ میں خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

اگرچہ بعض روایات کے بموجب آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک زمانہ ہی میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو گئے تھے تاہم آپ حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکے تھے اسلئے اصطلاحاً آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شامل نہ تھے۔ لیکن آپ کے جذبۂ اخلاص و قربانی اور شاندار خدماتِ سلسلہ کے پیشِ نظر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مقبرہ بہشتی کے قطعہ صحابہ میں دفن کئے جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کا آپ پر ایک خاص فضل یہ ہوا کہ اُس نے آپ کی اولاد کو بھی خدمتِ دین کے جذبے سے نوازا۔ چنانچہ آپ کے بڑے صاحبزادے مکرم نصیرالدین احمد صاحب ایم۔ اے سیرالیون میں تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ وہ وہاں احمدیہ مشن کے انچارج ہیں۔ اس سے قبل وہ کئی سال تک مغربی افریقہ کے ایک اور ملک نائیجیریا میں تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کے ایک اور ممتاز خادم مبلغ امریکہ محترم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی ایم۔ اے مرحوم و مغفور آپ کے داماد تھے۔ آپ کے ایک اور داماد مکرم مرزا ادریس احمد صاحب بورنیو میں سلسلہ احمدیہ کے مبلغ کی حیثیت سے فریضۂ تبلیغ ادا کر رہے ہیں۔

ادارہ بدر آپ کی وفات پر آپ کی اہلیہ صاحبہ محترمہ آپ کے برادران مکرم پروفیسر محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ اور مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر تعلیم ربوہ نیز آپ کے فرزندان آپ کے داماد مرزا محمد ادریس صاحب مبلغ بورنیو اور دیگر افراد خاندان کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور آپکے پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے اور ہر طرح انکا حامی و ناصر ہو اور مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اظہارِ تشکر و درخواست دُعا

برائے

جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ

احباب کو علم ہے کہ چند ماہ قبل جب مسٹر ولیم ناصر صاحب جرمن نو احمدی قادیان اور ہندوستان میں تبلیغی دورہ پر آئے تھے تو نظارت ہذا کی طرف سے اخبار بدر میں اعلان کیا گیا تھا کہ نظارت دعوت و تبلیغ کے مدِ نظر ٹیپ ریکارڈنگ مشین، مووی کیمرہ اور پروجیکٹر خرید کر اپنے تبلیغی دوروں میں ان سے بھی فائدہ اُٹھایا رہے۔ اور اگر کوئی صاحب اس سلسلہ میں کچھ مالی اعانت بھی فرمانا چاہیں تو امر ان کے لئے موجبِ ثواب ہوگا۔

میرے اس اعلان پر مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ نے سب سے پہلے مجھے لکھ بھیجا کہ مشین کے بارے میں تو آپ جبکہ وقت و بجٹ کی اجازت جماعت سے فراہم کریں لیکن ان کی خرید کے جملہ اخراجات میں ادا کروں گا۔ اور میرا یہ حق محفوظ رکھا جائے۔

گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر جب آپ قادیان تشریف لائے تو میرے اندازہ اخراجات بتلانے پر آپ نے مبلغ ساڑھے چھ ہزار روپیہ نقد ادا فرما دیا جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جناب سیٹھ صاحب کی اس تبلیغی خدمت کو قبول فرمائے۔ اور اس رقم سے جو مشین خریدی جا رہی ہے اس سے تبلیغِ دین کا عمدگی سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ احباب بھی جناب سیٹھ صاحب موصوف کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس خدمت کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ وہ خود نیز ان کے بڑے بیٹے منیر احمد بانی دونوں بیمار رہتے ہیں ان کی صحت کے لئے بھی خاص طور پر دعا فرمائی جائے۔ خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ضروری اعلان

دفتر نظارت علیا کی طرف سے ہندوستان میں زندہ موجود صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک مکمل فہرست تیار کی جا رہی ہے اس لئے اس اعلان کے ذریعہ تمام جماعتوں کے امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنی جماعت کے تمام صحابی حضرات کے متعلق حسب ذیل نقشہ کے مطابق نظارت ہذا کو جلد از جلد اطلاع دیکر ممنون فرمائیں تا فہرست میں اندراج ہو سکے۔ (۱) صحابی کا نام (۲) ولدیت (۳) عمر (۴) تاریخ بیعت (۵) بیعت دستی یا بذریعہ خط (ناظر اعلیٰ قادیان)

بقیہ صفحہ ۴

ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے

کہ وہ کوشش کریں کہ ہمیشہ ہمیش یادگار قائم کرنے والا کام ان سے ہو جائے اگر وہ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو وہ یاد رکھیں کہ یہ تغیر دلوں سے پیدا ہوگا ظاہر سے دل نہیں بدلتا۔ دل سے ظاہر بدلتا ہے۔ بے شک بعض دفعہ ظاہر سے بھی دل بدل جاتے ہیں۔ لیکن نہایت آہستہ آہستہ۔ صحیح طریق یہی ہے کہ پہلے دلوں کی اصلاح کی جائے اور پھر ظاہر کو بدلا جائے کیونکہ روحانی تبدیلی اندر سے پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر باہر سے تعلق پیدا کرتی ہے۔ (الفضل ۲/۲/۶۱)

لاکھوں انسانوں کا خونِ ناحق کس کی گردن پر؟

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی قادیان

چند روز ہوئے میں نے ایک جگہ شیطان کو کھڑے دیکھا وہ زار و قطار رو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سخت افسردگی اور گھبراہٹ کے آثار ہویدا تھے۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ اسے اپنی زندگی کا سب سے بڑا دکھ اور صدمہ پہنچا ہے ـــــ میں نے پوچھا کیا ہوا؟! اس نے میرے سوال کا تو کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن اس کا آہستگی سے رونا چیخوں میں بدل گیا اور روتے روتے اس کی گھگی بندھ گئی میں نے چاہا کہ اس خبیث سے مزید التفات کئے بغیر گذر جاؤں۔ لیکن مجھے خیال آیا کہ یہ خبیث تو اکثر اپنے مشن میں کامیاب ہوتا رہا ہے اور خدا کے بندوں کو ورغلا کر بغلیں بجاتا رہا۔ آج اس کے اس طرح کرب کے ساتھ رونے کی کوئی خاص وجہ ہوگی اور اگر وجہ مجھے معلوم نہ ہوئی تو یہ منظر ایک سوالیہ نشان بن کر ہمیشہ میرے ذہن سے چمٹا رہے گا۔

چنانچہ میں نے پھر اپنا سوال دوہرایا اور اس کی چیخوں کے شور میں جواب کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن اب اس کی چیخیں دھاڑوں کی صورت اختیار کر گئیں۔ میں یہ دیکھ کر سخت پریشان ہوا کہ خواہ مخواہ اس کمبخت کو مخاطب کیا اور اپنے سوال کا جواب بھی نہ پا سکا۔ میں دیر تک اس کے پاس کھڑا رہا۔ وہ روتا رہا چیختا رہا اور دھاڑیں مارتا رہا۔ آخر میں نے چاہا کہ اس سے گذر جاؤں۔ میں نے قدم بڑھایا ہی تھا کہ اس نے رُندھے ہوئے گلے سے لکنت کے لہجے انداز میں کہا ٹھیر جاتا ہوں۔!

چنانچہ میں رک گیا۔ لیکن اس نے پھر چیخیں مار کر رونا شروع کر دیا۔ اب مجھے سخت بیزار ہوا۔ اور اپنے رستے پر چل دیا۔ میں ابھی چند ہی قدم بڑھا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے تیز تیز قدموں کی آہٹ سنی۔ وہی شیطان ہی تھا۔ میں سمجھ گیا کہ اب یہ مجھے وہ خاص بات بتانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق میرے اس کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ یہ ہے:۔

شیطان۔ تم نے اخباروں میں وہ نئی خبر پڑھی ہے؟

میں۔ کونسی خبر؟

شیطان۔ اتنی اہم خبر ہے اور پوچھ رہے ہو کونسی خبر؟

میں۔ خبریں تو سارے ہی اہم ہوتی ہیں بعض کے نزدیک ایک اور بعض کے نزدیک دوسری۔

شیطان ـــ وہ خاص خبر جس کا آجکل بھارت اور پاکستان میں بہت چرچا ہے۔

میں۔ یعنی؟

شیطان۔ بھارت اور پاکستان نے ایک سرحدی معاہدہ کے تحت بعض علاقوں اور ان کے باشندوں کا تبادلہ کیا ہے۔

میں۔ ہاں یہ خبر تو اہم ہے مگر پھر کیا ہوا؟

شیطان۔ ہوا یہ کہ میرا بیڑہ غرق ہو گیا میں شکست کھا گیا ـــ!

میں۔ تمہارا بیڑہ غرق ہو گیا۔ تم شکست کھا گئے۔ کیا مطلب ہے تمہارا اس سے؟

شیطان۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنے مشن میں سخت ناکامی ہوئی۔

میں ـــ وہ کس طرح؟

شیطان ـــ وہ اس طرح کہ بالکل چپ چاپ تبادلہ عمل میں آ گیا۔ ایک بھی ہندو سکھ نہیں مرا ایک بھی مسلمان کی گردن نہیں کٹی۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ کچھ بھی نہیں۔ کئی گاؤں کی مسلمان آبادی اپنے سارے مال و اسباب اور بال بچوں سمیت چپ چاپ امن و امان کے ساتھ اٹھ کر دوسری جگہ منتقل ہو گئی۔ اور اسی طرح ہندو سکھ آبادی چلی گئی۔ غضب ہو گیا۔ ایک چڑیا بھی نہیں مری۔ ایک چیونٹی تک نہیں روندی گئی۔ کوئی ہنگامہ برپا نہیں ہوا۔ کوئی درندگی ظاہر نہیں کی گئی۔ اور کسی بربریت کا مظاہرہ نہیں ہوا۔ مسلمان وہی تھے جو ۱۹۴۷ء میں تھے۔ ہندو سکھ وہی تھے جو ۱۹۴۷ء میں تھے۔ لیکن کسی ملا کا اسلام خطرے میں نہیں پڑا۔ کسی پنڈت کی پیشانی پر بل نہیں آیا۔ کسی گرنتھی نے مسلمان کے خلاف شبد نہیں گھڑے۔ ان ظالموں کو چاہیئے تھا کہ اچھی طرح چھان پھٹک کر لیتے۔ مسلمانوں نے اپنے جہاد و شہادت۔ ہندوؤں نے اپنی دیوتا اور سکھوں نے اپنی سورمائی پر ایسا داغ لگا لیا ہے جو کبھی نہ دھل سکے گا۔

میں۔ تو کیا تم یہ چاہتے تھے کہ ۱۹۴۷ء والا خون خرابہ ہوتا۔ اور انسانیت سرگرداں ہو جاتی۔ موت کی منڈیاں لگ جاتیں۔ عصمتیں لوٹ لی جاتیں اور ضمیر کچل دیئے جاتے۔ بچے بے سہارا ہو جاتے اور مائیں بے اولاد ہو جاتیں۔ اور لاشوں کو گدھ نوچتے پھرتے اور لٹے ہوئے بے منزل قافلے بھٹکتے پھرتے۔؟ کیا تم یہی چاہتے تھے؟

شیطان۔ ہاں ہاں بالکل یہی۔! بلکہ میں تو چاہتا تھا کہ ان میں سے ایک بھی سرحد پار نہ کرنے پائے۔!

میں۔ لیکن ۱۹۴۷ء تو گذر چکا اب تو ۱۹۷۱ء ہے۔ تم پرانی باتیں کرتے ہو۔ اب تو انسان نے انسان بننا سیکھ لیا ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ دونوں ملکوں سے جب منتخب ایک دوسرے ملک میں جاتے ہیں تو ان کا شاندار استقبال کیا جاتا ہے۔ پھولوں کے ہار پہنائے جاتے ہیں۔ دعوتیں کی جاتی ہیں۔ اور محبت کے جام پیئے جاتے ہیں اور دونوں قومیں تعمیری رنگ میں اپنے خونیں ماضی پر ندامت کا اظہار کرتی ہیں۔

شیطان (ایک آہ بھر کر) ہاں میں یہ سب دیکھ رہا ہوں اور بڑے دکھ کے ساتھ دیکھ رہا ہوں۔ لیکن یہ محبتیں تو اُس وقت بھی تھیں جب ملک تقسیم نہیں ہوا تھا۔ دونوں قومیں اچھے ہمسایوں کی طرح رہتی تھیں لیکن میرا کرتب بھی تم نے دیکھا تھا میں نے چند ہی روز میں ان سب پر وہ افسوں پڑھا تھا کہ ان میں سے اکثر کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ یا یوں سمجھو کہ میں ان کے اندر حلول کر گیا تھا۔۔۔۔

میں۔ لعنت ہو تم پر اے لعین! وہ تو ایک وقتی غلطی تھی جس میں بہت سے لوگ مبتلا ہو گئے تھے۔ لیکن اس کی تلافی بھی تو دیکھو۔ تم نے اخباروں میں وہ تصویریں نہیں دیکھیں جو دونوں ملکوں کے وفدوں کی لاہور اور امرتسر کے عظیم الشان جلسوں سے تعلق رکھتی ہیں اور جن میں ہندو مسلمان اور سکھ پہلو بہ پہلو بیٹھے محبت بھری باتیں کرتے نظر آتے ہیں۔؟

شیطان۔ ہاں ہاں یہی تو رونا ہے (طنزیہ لہجے میں) میں تو کہہ چکا ہوں کہ یہ محبت تقسیم ملک سے قبل بھی تھیں۔ لیکن میرے کارکنوں نے وہ کام کیا کہ انسان کی تاریخ یاد رکھے گی۔ کیا اس زمانہ میں سینکڑوں لڑکیاں خون سے نہیں نہلائی گئی تھیں۔ ہیروشیما اور ناگاساکی کی تباہیوں کو ظلم درندگی اور بربریت قرار دینے والوں نے اپنے بھائیوں کے گلے نہیں کاٹے تھے۔ اپنی ماؤں بہنوں کی عصمتیں نہیں لوٹی تھیں۔ دودھ پیتے بچوں کو نیزوں پر نہیں اچھالا گیا تھا۔ دوشیزاؤں کے پستان نہیں کاٹے گئے تھے۔ ۔۔۔۔ وہ سمجھتا جا رہا تھا کہ میں نے ٹوکا۔

میں۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن اب اس کا اعادہ نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ دونو قوموں نے اس تلخ گھونٹ کا مزہ چکھ لیا ہے۔ اور اسی لئے تو اب کی بار وہ واقعات رونما نہیں ہوئے۔

شیطان۔ لیکن میرے کارندے اب بھی کام کر رہے ہیں۔

میں۔ وہ کہاں ہیں؟ ذرا پتہ تو بتاؤ۔

شیطان۔ جابجا اور اکثر ان میں سے بڑے شہروں میں رہتے ہیں۔ تم (اس نے بعض اخباروں کے نام گنوائے) فلاں فلاں اخبار کو دیکھ لو۔ ان میں ایک مذہب والا دوسرے مذہب کی خبر لیتا ہے اور خوب خبر لیتا ہے۔ میں انہیں مضامین خود ڈکٹیٹ کرواتا ہوں مزید برآں اور بھی دار ایڈیٹوریل اور وہ احمق میری ڈکٹیشن پر لکھتے چلے جاتے ہیں۔ اندھا دھند ـــ ہا ہا ہا ہا۔

میں۔ لیکن اب تو تمہارا یہ حربہ زنگ آلود معلوم ہوتا ہے۔ اب تو تم نے دیکھا کہ سردار کیروں ملک امیر محمد خاں کی بغل میں بیٹھے اور ملک امیر محمد خاں گیدڑ گل کے پہلو میں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہمیشہ سے ایک تھے۔

شیطان۔ لیکن میں بتا چکا ہوں کہ میرے مشنری ہر جگہ کام کر رہے ہیں۔ تم تو صرف ہندوستان اور پاکستان کی بات کر رہے ہو۔ جن کا علاقہ محدود معلوم ہوتی ہے۔ میرے مشنری تو ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور جس طرح اخباروں کے رپورٹر ہر جائے واردات پر موجود ہوتے ہیں اسی طرح میرے نمائندے ہر جائے امن پر بم پھینکنے کے لئے موجود ہو جاتے ہیں۔ اس وقت بھی تو امن ہی تھا۔ اب اس کا لہجہ پھر طنزیہ تھا۔ جب تم مسلمانوں اور ہندوؤں سکھوں نے مل کر انگریز کو بھگا دیا تھا۔ اگر تم امن چین کے ساتھ اپنا ملک سنبھال لیتے تو میں اپنے زبن

کو کیا منہ دکھاتا۔ میں نے اپنی ماں آگ کے سامنے حلف لے رکھا ہے کہ سرزمین امن پر چنگاریاں بن کر گروں گا۔ میری جڑیں تیندوے کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ میں وہ علم جانتا ہوں جس کے بل پر میں مختلف روپ دھار لیتا ہوں۔ کبھی میں لمبی اور گھنی داڑھی اور تسبیح کے ساتھ ملا بن جاتا ہوں کبھی میں گھٹے ہوئے سر اور زنانہ دھات کے لباس کے ساتھ ہاتھ میں لمبی مالا پکڑے پنڈت یا مہاشہ بن جاتا ہوں۔ اور کبھی میں ناف کو چھوتی ہوئی طویل و عریض داڑھی کے ساتھ باوا نانک کی تعلیم سے انحراف کرتا ہوں۔ میں بڑی گرجدار تقریر کرنے مجمع پر چھا جاتا ہوں۔ سننے والوں کے دل دہل جاتے ہیں اور جذبات لرز اٹھتے ہیں۔ مذہب کو مذہب کے خلاف اور فرقے کو فرقے کے ساتھ لڑا دینا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

میں۔ کیا تم سیاستدان بھی بن سکتے ہو۔

شیطان۔ یہ تو میں ابھی بتانے ہی والا تھا اور اس پر میں زیادہ زور دینا چاہتا تھا۔ یہ کھیل تو میں اکثر کھیلا کرتا ہوں۔ تم شاید دور کی مثال نہیں سمجھ سکو گے۔ میں تمہیں اسی سرزمین کی بات بتاتا ہوں جو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو اور بھولے بھی نہیں ہو گے۔ یہ ۱۹۴۷ء کی بات ہے۔ میں نے جو روپ تمہیں بتائے ہیں۔ یہ سب میں نے دھارن کئے تھے اور ان سب کو انگلیوں پر نچا دیا تھا یہ میرے انہی چاروں روپوں کا کرشمہ تھا کہ اتنے انسان تو پانچ سال لمبی جنگ عظیم دوم میں بھی نہیں مرے تھے۔ جتنے اس سرزمین پر چند ہفتوں کے اندر قتل کر دیئے گئے یہ سارا کھیل میں نے اکثر طور پر سیاستدانوں کے ذریعہ ہی کھیلا تھا۔ جب آزادی ملنے کا وقت آیا تو یہ لوگ بڑی ڈینگیں اپنی مجلسوں میں مارتے تھے کہ ہم نے خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر آزادی حاصل کر لی۔ چنانچہ میں نے ان میں سے بعض کو چن لیا اور ایسا جادو کیا کہ وہ پوری طرح میری گرفت میں تھے اور میں جو چاہتا تھا ان سے کرواتا تھا۔ اور وہ لاکھوں بیگناہ انسان (تمہاری لغت میں بیگناہ تھے۔ ورنہ میرا تو یہ رنگا کھیل ہے) جو ہفتوں میں مارے گئے ان کا خون انہی کی گردن پر ہے۔ گو بعض لوگ میرا بھی نام لے دیتے ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ انہیں میرا نام لینے کا کیا حق ہے۔ میں تو ایک سودا بیچتا ہوں ایک جنس فروخت کرتا ہوں ــــ شیطنت ــــ جس کا جی چاہے لے اور جس کا جی نہ چاہے وہ نہ لے۔

میں۔ لیکن اس بار تو تم کوئی روپ نہیں دھار سکے۔

شیطان۔ اسی لئے تو رو رہا تھا

میں۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ اب تم کوئی اَور شکار دیکھو۔ بھارت اور پاکستان والے تو اب تمہارے ہتھکنڈوں سے واقف ہو گئے ہیں۔ سوائے ایک آدھ اخبار کے سب نے متفقہ طور پر اس سرحدی فیصلہ کا خیر مقدم کیا ہے۔ اور تم نے دیکھ لیا ہے کہ ہزاروں ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں نے نقل مکانی کی ہے۔ لیکن بڑے آرام اور امن کے ساتھ جب تک ہندوستان میں پنڈت نہرو اور پاکستان میں جنرل ایوب موجود ہیں تم اس طرف نہ آنا۔

شیطان۔ آؤں گا تو ضرور۔ میرا پروگرام بہت لمبا چوڑا ہے۔ آج میں لاؤس جا رہا ہوں وہاں ایک دو گھنٹے ٹھہر کر مجھے کانگو جانا ہے۔ وہاں سے الجیریا ہوتے ہوئے آج ہی شام کو واشنگٹن پہنچنا ہے۔ امریکہ کا نیا صدر مسٹر کینیڈی کچھ ایسے بیانات دے رہا ہے جو میری پالیسی کے سخت خلاف ہیں۔ اور اس کے بعد مجھے یو این او کے اجلاس میں خفیہ شرکت کرنا ہے۔

میں۔ لعنت ہو تم پر۔

شیطان۔ مجھے منظور ہے۔ لیکن میرے کارندوں پر؟

میں۔ ان سب پر بھی لعنت۔

شیطان۔ لیکن وہ سب تو انسان ہیں۔! آہا ہا ہا۔

(وہ قہقہے لگاتا میری نظروں سے غائب ہو گیا)

ولادت

مورخہ ۱/۲/۶۱ کو خاکسار کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے عزیزہ کا نام بدر النساء تجویز فرمایا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک صالحہ اور قرۃ العین بنائے۔ آمین

خاکسار ملک نذیر احمد بٹ درویش قادیان

فراست مومنانہ

از مکرم جناب سید محمد احمد صاحب پراونشل امیر اڑیسہ

انبیاء و مامورین جب جب بھی اصلاح خلق کے لئے آتے رہے ہیں تو اپنے ساتھ دلائل و براہین کے انبار لاتے رہے ہیں۔ جن سے معقولیت کے ساتھ صداقت و حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ حق و باطل میں فیصلہ ہو جاتا ہے۔ دشمنوں پر حجت قائم ہو جاتی ہے سوائے ضد۔ تعصب۔ حسد و تکبر وغیرہ روکوں کے اور کوئی روک صداقت کے قبول کرنے میں باقی نہیں رہتی۔

انبیاء و مرسلین تو خداداد فہم و فراست اور نور دوں کے ساتھ آتے ہی ہیں۔ خدا کی تائید انکے ساتھ ہوتی ہے۔ وحی خفی و جلی سے خدائے تعالیٰ ان کی رہبری کرتا ہے۔ انکی بات ہی دوسری ہے انکے سچے و مخلص متبعین کو بھی اللہ تعالیٰ ایسا فہم و فراست و نور عطا کرتا ہے کہ اس زمانے کے لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔ وہ لوگ جن کو دشمن حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوا یہ کہتا ہے ھم اراذلنا بادی الرای وہی لوگ دیکھتے دیکھتے دینی دنیاوی تمام امور میں سبقت لے جاتے اور محسود خلائق بن جاتے ہیں۔ بھیڑ بکریاں چرانے والے لوگ امام پیشوا اور معلم بن جاتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔ وقت پر اللہ تعالیٰ ان کو ایسی باتیں سمجھا دیتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ دنیا ان کے فہم و فراست کی داد دیتی ہے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی بے شمار مثالوں میں سے یہاں صرف ایک ہی مثال لیجئے کہ جبکہ چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قاصد بنکر کسریٰ کے دربار میں گئے تو کسریٰ نے انہیں ذلیل کرنے کے لئے مٹی کا ایک بورا منگوایا اور سردار کے سر پر رکھوا دیا اور یہ کہکر رخصت کر دیا کہ یہ اس خط کا جواب ہے۔ . . . . . لہذا یہ حرکت ذلیل کرنے کے لئے کی گئی تھی اور ایسی حرکت کر کے کسریٰ دل ہی دل میں بہت خوش تھا مگر صحابہؓ کے سردار نے بڑی خوشی سے بورے کو اپنے سر پر اٹھایا اور اپنے ساتھیوں سمیت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دربار سے نکل گیا انکی اس خوشی کو دیکھ کر کسریٰ نے دریافت کیا کہ یہ لوگ اس قدر خوش کیوں ہوئے اور کیا کہتے جا رہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ کہتے ہیں کہ کسریٰ نے اپنی زمین خود اپنے ہاتھ سے دے دی۔ مشرک طبعی طور پر وہمی ہوتا ہے۔ یہ بات سنتے ہی اس کی خوشی کافور ہو گئی ہر چند کہ اس نے مسلمانوں کو واپس بلانا چاہا مگر اس وقت تک صحابہؓ دربار سے دور جا چکے تھے!!

ــ * ــ * ــ * ــ

قرآن شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بادشاہ وقت کے مباحثہ کا ذکر کر کے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت کے بارے میں بیشمار دلائل پیش فرمائے ہیں۔ گذشتہ انبیاء و اولیاء اور حضرت نبی کریم صلعم کی آپ سے متعلق تمام پیشگوئیاں آپ کی صداقت کا ثبوت دے رہی ہیں۔ آپ کی پیشگوئیاں بھی آپ کی صداقت ثابت کر رہی ہیں۔ غرض

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمیں
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

یہ حقیقت ہے کہ حضور کی صداقت کو معلوم کرنے کے لئے دلائل کی کمی نہیں۔ صرف اہل دل اہل بصیرت کی ضرورت ہے۔

یہاں چند سوال و جواب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو مٹی کے بورے والے واقعہ کی طرح لطیفہ کا رنگ رکھتے ہوں اور جواب برجستہ و مسکت ہونے کی وجہ سے فبھت الذی کفر کا نظارہ دکھائی دیتا ہو۔ اس سے میری غرض یہ ہے کہ اس زمانہ کے مامور من اللہ اور ان کے سچے متبعین کی فہم و فراست کا ایک ہلکا نمونہ سامنے آ جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام متبعین کا بیان ایک لمبا مضمون ہے۔ ایک ایک متبع کے لئے ایک ایک دفتر چاہیئے۔ اس کی ہزاروں مثالیں ہیں ہزاروں پہلو ہیں یہی ایک مختصر الفاظ میں تمام فہم مثال کیا کم حیران کن اور فہم و فراست کو نمایاں کرنے والی بات ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد ایک لڑکا جس کی عمر بیس پچیس سال کی ہے جب اسے خلیفہ منتخب کیا جاتا ہے تو اس وقت بیت المال بالکل خالی ہے۔ صرف اٹھارہ آنے کے پیسے ہیں لیکن وہ عزم و استقلال کا پتلا فہم و فراست کا مجسمہ تھوڑے ہی دنوں میں ساری دنیا پر چھا جاتا ہے۔ اور اسلام کے پرچم کو ساری دنیا میں لہرا دیتا ہے۔ اور کسر صلیب کا ایسا نظارہ

پیش کرتا ہے کہ صلیب پرستوں کے گھروں میں گھس گھس کر صلیب کو توڑنے لگتا ہے۔ عیسائی دنیا چیخ اٹھتی ہے اور کھلے الفاظ میں اقرار کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ احمدیت کے سامنے ہماری کچھ پیش نہیں جاتی۔ جہاں ہم بمشکل ایک عیسائی بنانے میں کامیاب ہوتے ہیں وہاں یہ دس آدمیوں کو مسلمان بنا ڈالتا ہے۔ الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ اسی لیے فرمایا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ

— ⁂ —

ایک لطیف مناظرہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام عیسائیوں کے ساتھ سرگرم مباحثہ ہیں اور عیسائیوں کو زک پر زک دیئے جاتے ہیں۔ ایک دن عیسائیوں نے چند اندھوں و کوڑھیوں کو اکٹھا کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ اور کہا کہ آپ کو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ہے۔ آپ ان اندھوں اور کوڑھیوں کو ہاتھ پھیر کر اچھا کر دیں تا ہم مان لیں کہ واقعی آپ مسیح موعود ہیں؟ عیسائی خوش ہیں کہ آج مسیحیت کا دعوےٰ کرنے والا خوب پکڑا گیا۔ احمدی بھی جو اس وقت موجود تھے دل ہی دل میں گھبرا رہے ہیں کہ آپ اس کا کیا جواب دیں گے۔ مگر وہ جری اللہ پورے اطمینان و سکون کے ساتھ جواب دیتا ہے کہ میرا یہ عقیدہ ہی نہیں کہ مسیح علیہ السلام صرف ہاتھ پھیر کر اسی طرح کے ظاہری اندھوں و کوڑھیوں کو چنگا کر دیتے تھے۔ آپ لوگ اس کے قائل ہیں۔ یہ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایک رائی کے برابر بھی ایمان رکھتا ہوگا وہ وہ کچھ کر دکھائے گا جو میں دکھاتا ہوں۔ اب آپ ہی لوگ ان اندھوں و کوڑھیوں کو اچھا کر کے دکھائیں۔ اچھا کیا آپ لوگ خود ہی ان اندھوں و کوڑھیوں کو لے آئے مجھے اکٹھا کرنے کی زحمت سے بچا لیا۔

یہ جواب سنکر عیسائیوں کی ساری خوشیوں پر پانی پھر گیا اور وہ سخت شرمندہ ہو کر ان اندھوں اور کوڑھیوں کو اٹھا سنے بغیر ٹلانے لگ گئے

— ⁂ —

ایک دلچسپ مناظرہ

کہیں حیات وفات حضرت عیسٰی علیہ السلام پر بحث ہو رہی تھی۔ مدعی حیات بڑا ہی چرب زبان۔ فن مناظرہ سے واقف اور لوگوں پر اثر ڈالنے کے فن میں ماہر تھا۔ اس نے اول اول چند آیات قرآنی اور احادیث توڑ مروڑ کر اپنی لسانی و چرب زبانی سے عوام کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔ اور آخر میں اس نے بل رفعہ اللہ الیہ کو کھینچ کر ہو و ہلہ کہتا ہوا اپنے ہاتھ کو آسمان کی طرف اچھالتے ہوئے کہا کہ بس اللہ تعالے نے آسمان پہ اٹھا لیا۔ چاروں طرف سے آفرین تحسین جزاک اللہ کی صدائیں بلند ہوئیں اور مولوی صاحب بھی خوش خوش اپنی جگہ پہ بیٹھ گئے۔

اس کے بعد احمدی مناظر کی باری آئی انہوں نے اول اول متانت و سنجیدگی کے ساتھ معقولی طور پر پیش کردہ دلائل کا رد کیا اور آخر میں یا عیسٰی انی متوفیک آلایہ میں ... کو کھینچکر پڑھا اور ساتھ ساتھ ہاتھ کو زمین تک لے گئے اور فرمایا بس فوت ہو گئے اور زمین میں دفن کر دیئے گئے۔

عوام ہکا بکا رہ گئے اور ساری خوشیاں ہتا ہو گئیں۔

— ⁂ —

دلچسپ مکالمہ

ایک احمدی مبلغ کسی گاؤں سے گذر رہے تھے اس گاؤں کے سکول ٹیچر ان سے اس طرح ہمکلام ہوا۔

سکول ٹیچر۔ مولانا! آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟

احمدی مبلغ۔ قادیان شریف سے آرہا ہوں

سکول ٹیچر (کچھ دیر سوچکر) جغرافیہ کی کتابوں میں کسی جگہ کے ساتھ شریف کا لفظ کہیں دیکھنے میں نہیں آیا؟

احمدی مبلغ۔ آپ نے وہ جغرافیہ پڑھا ہی کہاں ہے کہ جس میں بہار شریف اجمیر شریف۔ مکہ شریف مدینہ شریف لکھا ہوا ہے وہاں قادیان شریف بھی ہے۔

سکول ٹیچر خاموش ہو گیا اور مبلغ صاحب روانہ ہو گئے۔

— ⁂ —

ایک تاش کا کھلاڑی جو دن رات اسی کھیل میں مست رہتا تھا کسی احمدی مبلغ کو دیکھ کر اس کے دل میں بھی کچھ پوچھنے کا شوق پیدا ہو گیا۔ علیک سلیک کے بعد پوچھنے لگا مولانا آپ میں اور ہم میں کیا فرق ہے؟

احمدی مبلغ (برجستہ) جیسے نہلا و دہلا۔

تاش کا کھلاڑی یہ سنکر کچھ جھینپ سا گیا اور ہکا بکا دیکھتا رہ گیا۔ پھر احمدی مبلغ نے فرمایا کیا کچھ سمجھے؟ خاموش پا کر پھر احمدی مبلغ صاحب نے یوں تشریح فرمائی۔

یہودیوں نے حضرت موسےٰ علیہ السلام اور ان کے بعد کے نبیوں کو مانا مگر حضرت نبی کریم صلعم کا انکار کر کے رہ گئے۔ عیسائیوں نے تمام انبیاء کو مانا مگر حضرت نبی کریم صلعم کا انکار کر کے رہ گئے۔ آپ لوگوں نے تمام نبیوں کو مانا مگر حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کر کے رہ گئے۔ ہم لوگوں نے آپ کو مان لیا ہے اب ہم ہی ترقی کریں گے بازی ہماری ہی ہے۔

— ⁂ —

مولوی حسن بجنوری اور ایک اجنبی شخص (بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اجنبی اخبار زمزم کے ایڈیٹر کا بھائی تھا) دونوں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ان کے پاس سے ایک احمدی بھائی کا گذر ہوا تو انہوں نے السلام علیکم کہا اور اپنا راستہ لیا۔ اس اجنبی نے بھی بڑے زور سے وعلیکم السلام کہا مگر مولوی حسن بجنوری جواب دیتے دیتے رک گئے کیونکہ وہ اڑیسہ میں ایک عرصہ تک احمدیوں کو پہچانتے تھے اور مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی سے دو بار مناظرہ بھی کر چکے تھے۔ اور اڑیسہ کے مولوی کسی احمدی کے سلام تک کا جواب نہیں دیا کرتے۔

اس احمدی بھائی کے تھوڑی دور چلے جانے کے بعد انہیں آواز دے کر بلا لیا گیا اور اس طرح بات چیت ہوئی۔

اجنبی۔ آپ قادیانی ہیں؟

احمدی۔ قادیانی سے مراد اگر احمدی لیتے ہیں تو میں بفضلہ تعالےٰ احمدی ہوں

اجنبی۔ آپ مرزا صاحب کو کیا مانتے ہیں۔

احمدی۔ حضرت مرزا صاحب کے تمام دعووں پر میرا ایمان ہے۔

اجنبی۔ یعنی؟

احمدی۔ میں آپ کو مجدد زماں۔ مہدی معہود اور مسیح موعود اور امتی نبی مانتا ہوں

اجنبی۔ مرزا صاحب مہدی ہوں مجدد ہوں یا کچھ بھی ہوں مسلمان تھے بھی وہ؟

احمدی۔ اگر مسلمان نہ ہوتے تو مجدد و مہدی کا دعوےٰ کیسے کرتے؟ کیا کوئی عیسائی یہودی یا کوئی ہندو مہدی ہونے کا دعوےٰ کر سکتا ہے؟

اجنبی۔ (کچھ حیران سا ہو کر) میرا مطلب یہ ہے کہ ان کے عقائد ایسے تھے جو انہیں دائرہ اسلام سے خارج کرتے تھے۔

احمدی۔ اچھا آپ کا یہ مطلب تھا۔ خیر آپ کسی مسلمان کا نام بتا دیں تا میں اسے معیار بنا کر حضرت مرزا صاحب کو اسی معیار پر مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کروں

اجنبی۔ کیوں نہیں ہم ہی کو لے لیجئے۔

احمدی۔ میرا خیال ہے آپ اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں نا؟

اجنبی۔ ہاں۔

احمدی۔ شیعہ حضرات آپ لوگوں کو کیا کہتے ہیں؟

اجنبی (برہم ہو کر) کسی شیعہ کی کیا مجال ہے کہ وہ ہمیں کافر بنائے اور اپنے کو مسلمان ثابت کرے۔

احمدی۔ اسی طرح ہم جب شیعہ حضرات کے پاس جاتے ہیں تو وہ بھی آپ سے بھی زیادہ زور کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ کسی سنی کی کیا مجال ہے کہ وہ ہمیں کافر بنائے اور خود کو مسلمان ثابت کرے۔ آپ مہربانی کر کے ساری دنیا میں سے کسی ایک کا نام بتا دیں کہ وہ مسلمان ہے اور کسی نے اُسے کافر نہیں کہا ہے تو میں ضرور ہی اسی معیار کے مطابق حضرت مرزا صاحب کی مسلمانی ثابت کروں گا۔ انشاء اللہ

اتنا سننے کے بعد بس پھر کیا تھا فبہت الذی کفر۔

— ⁂ —

احمدی و غیر احمدی کے درمیان نزول مسیح علیہ السلام کے بارے میں مناظرہ ہو رہا تھا۔ غیر احمدی مناظر نے سامعین سے کہا کہ بھائیو! احمدی تاویل سے کام لیتے ہیں۔ بہت تاویل کرتے ہیں۔ اب سے جو کوئی تاویل کریگا وہ شکست خوردہ سمجھا جائیگا سامعین نے بھی اس کی تائید کی اور مولوی صاحب نے خوش خوش کھڑے ہو کر کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم ..... والی حدیث پڑھی اور کہا جو مسیح نازل ہوگا وہ مریم کا بیٹا ہوگا اس کا نام عیسٰی ہوگا۔ چونکہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے اور انکی ماں کا نام مریم نہیں ہے اسلئے وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور مناظر کو داد دی کہ قادیانی کو خوب پچھاڑا...

اسکے بعد احمدی مناظر کھڑے ہوئے اور پکار پکار کر کہا کہ بھائیو! یہی شرط ہوئی تھی نا کہ جو شخص تاویل کریگا وہ شکست خوردہ سمجھا جائیگا۔ سامعین کی طرف سے ہاں کی آواز گونج اُٹھی۔ اسکے بعد احمدی مناظر نے بیان فرمایا کہ دیکھئے مولوی صاحب نے تاویل کی ہے۔ اس حدیث میں انتم منکم وغیرہ ضمیر میں مخاطب کی ہیں حضرت نبی کریم کے مخاطب صحابہ رضوان اللہ علیہم تھے۔ صحابہ کے وقت میں ایسا ہونا چاہیئے مگر مولوی صاحب تاویل کر کے آئندہ زمانہ پر اسے محمول فرماتے ہیں اور ضمیر مخاطب کی تاویل ضمیر غائب کے رنگ میں کرتے ہیں۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں شرط کو کس نے توڑا۔ اصطلاح کے زمانہ میں پیدا ہونے والے کو بیٹے ابن مریم ہونا چاہیئے۔ وہ پیدا ہوتا کہ نہ ہو اس کا بار ثبوت مولوی صاحب پر ہے۔ اس زمانے کے مسیح موعود کا نام غلام احمد ہے....

اتنا سُنکر غیر احمدی کے عالم صاحب دم بخود ہو گئے۔ اور غیر احمدی عوام نے بھی اپنا سر نیچے کر لیا۔

— ⁂ —

موعود اقوام عالم کی بعثت سے مذہبی دنیا میں انقلاب

(ضمیمہ مضمون)

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

اختلافی مسائل ان امور کے بعد ہمارے سامنے وہ مسائل بھی آتے ہیں۔ جن کی تعریف و توضیح میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام اور غیر احمدی علماء کے درمیان بڑے اختلافات رہے۔

موعود اقوام عالم کی شخصیت سب سے اہم مسئلہ موعود اقوام عالم علیہ السلام کی شخصیت اور ان کی دینی خدمات کا تھا۔ جب آپ نے ماموریت کا دعویٰ فرمایا۔ اس وقت قوم کی طرف سے جو ردِ عمل ظاہر ہوا وہ اتنا بھیانک۔ خوفناک اور مکروہ تھا کہ ہم اسے پورے طور پر الفاظ کا جامہ نہیں پہنا سکتے۔ ہم تو اپنے محبوب کا ذکر محبت آمیز الفاظ میں ہی کرنا جانتے ہیں۔ مگر تصرفِ الٰہی دیکھئے کہ چند ہی سالوں کے بعد جب آپ کی وفات ہوئی تو اکثر زعماء قوم کے تاثرات بدل چکے تھے۔ وہ اب آپ کو عزت و احترام کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ اور اب آپ کی شخصیت ان کی نگاہوں میں ایک عظیم و بے مثل شخصیت تھی۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی آپ کی وفات پر قومی رہنماؤں اور اخبار کے ایڈیٹروں نے جس پُر درد اور غم انگیز انداز میں آپ کا نوحہ کیا وہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی بعثت سے ان کے مذہبی افکار و خیالات میں ایک عظیم تبدیلی آ گئی تھی۔ ہماری جماعت کی طرف سے ان تاثرات کا ایک مجموعہ شائع کیا گیا ہے۔ اس کا مطالعہ اس حقیقت کے سمجھنے میں بہت مدد دے گا۔ میں اس جگہ غیر احمدی مسلمانوں کے ایک بڑے عالم و مقتدا مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ آپ کا تعلق علماء کے قدامت پسند طبقے سے تھا۔ آپ عمر بھر قرآن و حدیث کا مطالعہ پرانے ہی نقطۂ نظر سے کرتے رہے۔ اس عالم دین اور اپنے مسلک کے راسخ العقیدہ انسان نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے کارنامۂ "کسر صلیب" کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:۔

"اسی زمانہ میں پادری لیفرائی پادریوں کی ایک بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں نے روپے کی بہت بڑی مدد کی اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرت و احکام پر جو اس کا حملہ ہوا وہ تو ناکام ثابت ہوا۔ کیونکہ احکام اسلام اور سیرتِ رسول اور احکام انبیاء بنی اسرائیل اور ان کی سیرت جن پر اس کا ایمان تھا یکساں تھے پس الزامی و نقلی و عقلی جواب سے ہار گیا۔ مگر حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ثابت ہوا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے۔ اور لیفرائی اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو چکے ہیں۔ اور عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے لیفرائی کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ ۳۰)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ شخصیت جو پہلے ان کے نزدیک ایک مبغوض اور قابل نفرت شخصیت تھی (نعوذ باللہ) چند ہی سالوں کے بعد ایک عظیم کاسر صلیب شخصیت ہو گئی۔

صلیبی جنگ کی اس شکست کی اہمیت سمجھنے کے لئے ہم لوگوں کو اس کتابچہ کا مطالعہ کرنا چاہئے جس کا نام "حقائق القرآن" ہے۔ جو ۱۹۳۰ء میں چھوٹی بار ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور سے شائع ہوا ہے۔ اور جس میں بڑی وجوہ تفصیل سے عیسائی پادریوں کے سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر دکھائی گئی ہیں عیسائیوں کا یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ بقول مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مسلمان علماء اس حملے کی تاب نہ لا سکے اور شکست کھا کے پیچھے ہٹ گئے۔ تب ان کے الفاظ میں مولوی غلام احمد صاحب قادیانی آگے بڑھے۔ عیسائیوں پر جارحانہ حملہ کیا۔ جس حملے کی عیسائی حضرات تاب نہ لا سکے اور وہ میدان چھوڑ کر ہی بھاگ گئے۔

اس کا خلاصہ ہم ان الفاظ میں بیان کر سکتے ہیں کہ مولانا اشرف علی صاحب کے نزدیک عیسائیوں کے مقابلے میں اگر کسی نے اسلام اور مسلمانوں کی لاج رکھی تو وہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں سارے مسلمان شکست خوردہ تھے اور آپ ایک فتح نصیب جرنیل یا اعظم۔ اگر مولانا موصوف کے مرید آج سے سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کو "فاتح نصرانیت" لکھنا شروع کر دیں تو کیا اچھا ہو۔

موج کوثر آپ کی وفات کے بعد مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ آپ کی شخصیت سے کتنا متاثر ہوا۔ اس کا ایک ثبوت شیخ محمد اکرام اللہ صاحب کی ایک تصنیف "موج کوثر" سے بھی ملتا ہے۔ تمام دینی مصنفوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف جو معاندانہ رویہ اختیار کیا تھا۔ کہ مسلمانوں کی کسی دینی یا ادبی تصنیف میں مستقل طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا جماعت احمدیہ کا ذکر نہیں کرتا۔ مگر موجِ کوثر میں ہندوستانی مسلمانوں کے نشیب و فراز کا ذکر کرتے ہوئے سر سید کے بعد فاضل مصنف نے ایک باب "مرزا غلام احمد اور قادیانی جماعت" کے عنوان سے باندھا ہے اس میں جماعت احمدیہ کی مختصر سی تاریخ دی ہے۔ اور مسلمانوں کو حقیقت پسند بنانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو حصہ لیا ہے۔ اس کا اختصار سے ذکر کیا ہے۔ آپ نے جہاد کی جو تعریف کی ہے اس کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اور اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ اس زمانے میں جہاد کی صحیح تعریف یہی ہو سکتی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اب مسلمانوں کا دانش ور طبقہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہندوستان کے بزرگ مصلحوں میں شمار کرنے لگا ہے پہلے یہ اعتراف ذرا دشوار تھا۔ مگر اب آپ کی عظیم شخصیت عقل و فکر اتنی متاثر ہوئی ہے کہ آپ کا شمار بھی ہندوستان کے بڑے بڑے مصلحوں میں ہونے لگا ہے۔

وفات مسیح دوسرا مسئلہ "حیات و وفات مسیح" کا ہے۔ ایک وقت تھا کہ اسی مسئلہ کا سہارا لے کر غیر احمدی مسلمانوں نے بڑا طوفان برپا کیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر و ارتداد کے فتاویٰ لگائے گئے وغیرہ وغیرہ۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مسئلہ حیات مسیح مسلمات دین میں سے ہے۔ اور گویا خدا نے عرش سے اتر کر غیر احمدی علماء سے یہ کہدیا ہے کہ حضرت عیسیٰ اسی جسم خاکی کے ساتھ زندہ ہیں اور چوتھے آسمان پر بیٹھے ہیں۔

اس واقعہ کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے مگر اب ان کے خیالات میں عجیب انقلاب آ گیا۔ ان کے نزدیک اب "عقیدہ حیات مسیح" کا "مسلمات دین" سے کوئی تعلق نہیں اور ایک فرقہ کو تو اب اس عقیدے کو نص قرآنی کے خلاف قرار دیتا ہے۔ جامع ازہر مصر کے شیخ علامہ شلتوت نے بھی اس کو ایک بے بنیاد عقیدہ قرار دیا ہے بلکہ نص قرآنی کے خلاف کہا۔

مودودی صاحب اس وقت غیر احمدی علماء کے دینی افق پر ایک عالم بہت اُبھرے ہوئے ہیں۔ یعنی مولانا سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی۔ انہوں نے یسوع مسیح کی موت و زندگی کی جو توجیہہ کی ہے وہ تو اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ وہ اس مسئلہ کے متعلقات پر بحث کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ

"پس مناسب یہ ہے کہ رفع جسمانی کی تصریح سے بھی اجتناب کیا جائے۔ اور موت کی تصریح سے بھی۔ بلکہ اسے مجمل ہی چھوڑ دینا چاہیئے جس طرح خدا نے مجمل چھوڑا ہے۔"

(تفہیم القرآن از مودودی صاحب زیر تفسیر بل رفعہ اللہ الیہ)

ایک وقت تھا کہ علماء کرام ڈنکے کی چوٹ پر رفع جسمانی کو قرآن کی تصریح کہا کرتے تھے۔ لیکن آج یہ حال ہے کہ انہیں قرآن مجید میں رفع جسمانی کی تصریح نظر نہیں آتی۔ اس ذہنی انقلاب کی مثال بھی مشکل ہی سے ملیگی۔ کہ موعود اقوام عالم کی بعثت کے بعد رفع جسمانی کا عقیدہ تو ھباءً منثوراً بنکر اُڑ گیا مگر علماء کرام دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے رہے کہ اب اپنی جھوٹی آبرو کیسے بچائی جائے تو انہیں جناب مودودی صاحب نے ایک راستہ بتلایا کہ اب اس مسئلہ پر اظہار خیال سے اجتناب

کرو۔ یہ کیا ہے؟ یہ ایک عظیم ذہنی انقلاب ہے۔ جس سے مسلمانوں کے اس معزز طبقے کو دوچار ہونا پڑا۔

مولینا آزاد یہ ایک مثال ہے۔ اگر اور مثالیں ڈھونڈی جائیں تو مل سکتی ہیں۔ ابھی حال ہی میں مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کے "ملفوظات" شائع ہوئے ہیں اس میں بھی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولینا فرماتے ہیں کہ

"وفاتِ مسیح تو قرآن سے ثابت ہے"

مسئلہ جہاد ایک اور مسئلہ تھا جس پر غیر احمدی علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف خوب کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی اور وہ "مسئلہ جہاد" ہے۔ غیر احمدی علماء اس بات کی قسم کھائے بیٹھے تھے کہ جب لفظ جہاد کا آئے گا تو اس کی تفسیر جہاد بالسیف سے کریں گے۔ اس لئے جب سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے لئے جہاد و قتال اب حرام ہے

تو مارے غضب کے غیر احمدی علماء کی آنکھیں انگارے کی طرح دہکنے لگیں۔ اور آپ کو "معاذ اللہ" بزدل۔ انگریزوں کے ایجنٹ وغیرہ کا خطاب دیا۔

مگر جب مطلع صاف ہوا اور مسلمانوں کے دانشمند طبقے کو اس مسئلہ پر غور کرنے کا موقعہ ملا تو انہوں نے کہا کہ درحقیقت جہاد کی تعریف تو وہی ہے جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں۔

سید سلیمان ندوی مسلمان علماء میں سید سلیمان ندوی کا نام بہت روشن ہے۔ اور یہ درست ہے کہ انہوں نے بہت سے اہم مسائل پر نادر تحقیقات کی ہیں۔ اردو زبان میں سب سے پہلے سیرت کی ایک جامع کتاب مولانا شبلی اور انکے اسی شاگرد کی مشترکہ کوششوں سے مرتب ہوئی۔ اس کی پانچویں جلد میں مولانا سید سلیمان ندوی نے جہاد کی تین اقسام بتائی ہیں۔ آغاز میں وہ لفظ جہاد پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں کہ

"جہاد کے معنی عموماً قتال اور لڑائی کے سمجھے جاتے ہیں مگر مفہوم کی یہ تنگی قطعاً غلط ہے۔"

پھر وہ لکھتے ہیں کہ

"صوفیوں کی اصطلاح میں جہاد کی سب سے اعلیٰ قسم خود اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے اور اسی کا نام اُن کے ہاں جہاد اکبر ہے۔"

پھر وہ اقسام جہاد میں جہاد بالعلم، جہاد بالعمل، جسمانی جہاد۔ جہاد بالنفس اور دائمی جہاد کا ذکر کرتے ہیں۔ (سیرت النبی جلد پنجم کے متعلقہ مقام کا مطالعہ کیجئے)

موج کوثر کا حوالہ اس مسئلہ جہاد پر "موج کوثر" میں بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کا مصنف کیسی صفائی سے لکھتا ہے کہ

"عام مسلمان تو جہاد بالسیف کا خیالی دم بھرتے ہیں نہ عملی جہاد کرتے ہیں اور نہ تبلیغی۔ لیکن احمدی جنہوں نے جہاد بالسیف کے معاملے میں کھلم کھلا اور صاف صاف حالات حاضرہ کے سامنے سر جھکا دیا ہے۔ دوسرے جہاد یعنی تبلیغ کو فریضہ مذہبی سمجھتے ہیں۔ اور اس میں انہیں خاصی کامیابی ہوئی ہے۔"

(موج کوثر صفحہ ۱۹۲)

اور ابھی آپ لوگوں نے پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ تو پڑھی ہوگی جس میں فاضل جج نے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے نظریۂ جہاد کی تائید کی ہے اور وہ مفہوم جہاد جو غیر احمدی علماء بیان کیا کرتے تھے۔ اسے نسل کشی اور بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کے مترادف قرار دیا ہے۔

مسئلہ قتل مرتد یہی حال مسئلہ قتل مرتد کا بھی ہے۔ پہلے اس مسئلہ پر دھواں دھار تقریریں ہوتی تھیں۔ اور جب سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام یہ فرماتے کہ قتل مرتد کا فتویٰ قرآنی تعلیم کے خلاف ہے تو غیر احمدی علماء اسے شریعت میں تحریف قرار دیتے۔ سرزمین کابل کا وہ محشر خیز واقعہ جو ایک طرف جبر و اکراہ۔ ضمیر کشی اور حق تلفی کی ایک گھنونی یادگار ہے تو دوسری طرف ایک احمدی کی اولوالعزمی۔ ثبات و استقامت اور حق پرستی کا کردار مومنانہ۔ یعنی حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کبریٰ علماء کابل نے اس شرمناک واقعہ پر بڑے فخر کا اظہار کیا۔ اور اسے حفاظت شریعت کے لئے ایک ضروری اقدام قرار دیا۔ پھر اس زمانے میں اس ظلم و ستم کی تائید بہت سے قدامت پسند علماء نے کی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی نے ایک کتابچہ "الشہاب الثاقب" لکھا۔ اور ابھی حال ہی میں جناب مولینا مودودی صاحب نے بھی اس باطل نظریہ کی تائید میں ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہی ہے "قتل مرتد"۔ اسی طرح انہوں نے ۱۹۵۳ء کی احمدیت دشمن تحریک کے دوران ایک کتابچہ لکھ کر اس آگ کو اور ہوا دی۔ یہ تو اس طبقے کا حال ہے جو اپنے زعم باطل میں اپنے کو "مدرسۂ ابنی" سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی دروغہ نہیں بنایا۔

لیکن اس کے مقابل ایک اور طبقہ ہے۔ جس میں حسن و قبح کے امتیاز کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موقف سے متفق ہوا۔ اور اس نے بھی کہا کہ لا اکراہ فی الدین۔ دین میں جبر و اکراہ جائز نہیں۔

مولینا محمد علی جوہر چنانچہ جب ۱۹۲۵ء میں سرزمین کابل نے پھر اسی جابرانہ و قاہرانہ حرکت کا اعادہ کیا اور پھر دو معصوم و بے گناہ احمدیوں کو اسی بیدردی کے ساتھ سنگسار کر دیا تو مولینا محمد علی صاحب جوہر نے اسکے خلاف زبردست آواز اُٹھائی۔ آپ کو جبر پسند علماء نے مطعون کیا۔ آپ کی اخبار "ہمدرد" کی اشاعت میں کمی آئی۔ مگر آپ نے اعلان کیا کہ اسلام میں "مرتد" کی سزا قتل نہیں ہے۔

جب وقت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کہا کہ قتل مرتد اسلامی دستور کے خلاف ہے۔ شاید اس وقت اس کے دور رس اثرات کا احساس نہیں ہوا تھا۔ لیکن آج یہ ایک مسلمہ مسئلہ بنتا جا رہا ہے کہ ساری دنیا کے آئین اسی کی روشنی میں مرتب ہو رہے ہیں۔ اتحاد کی سیکونسل نے بھی انسان کے بنیادی حقوق کے منشور میں آزادی عقیدہ و مذہب کو داخل کیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "قتل مرتد" کے مسئلے میں غیر احمدی علماء کو سختی سے نہ ٹوکا ہوتا تو آج اور تو اور مسلمانوں کا ماڈل اور سمجھدار طبقہ بھی اسلام کو عہدِ وحشت و بربریت کی ایک یادگار قرار دیتا۔ مگر آپ نے بر وقت اس خیال کی تردید کر کے امتِ مسلمہ پر بڑا احسان کیا۔ اس کی قدر و قیمت اس وقت کما حقہٗ نہیں سمجھی گئی۔ لیکن آج مسلمانوں کے ارباب حل و عقد بھی اسی موقف کو اپنا دستور العمل قرار دے رہے ہیں۔ اور اسلامی جمہوریتوں کا آئین بھی اسی موقف پر بنایا جا رہا ہے۔

امام مہدی ایک اور مسئلہ جس پر موعود اقوام عالم کی بعثت نے گہرا اثر ڈالا۔ وہ "مہدی کا تخیل" ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ حدیث شریف میں ایک آنے والے وجود کو "امام مہدی" کہا گیا ہے۔ اور اسی بنیاد پر مسلمانوں میں مہدی کے متعلق رنگ برنگ کے خیالات نے جنم لیا۔ کچھ لوگوں نے تو حدیث مہدی کی اصلیت سے ہی انکار کر دیا۔ کچھ لوگوں نے اسے انتشار روحانی قرار دیا۔ ڈاکٹر اقبال کا ایک شعر ہے۔ جو ایک مرتبہ اخبار "خلافت" میں شائع ہوا تھا۔ اور جو ان کے مطبوعہ دیوان میں نہیں ملتا۔ یعنی

مینارِ دل پہ اپنے نزولِ مسیح دیکھ
یہ انتظارِ مہدی و عیسیٰ بھی چھوڑ دے

خلیفہ عبد الحکیم جو ماہر اقبالیات کہلاتے ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی تصنیف فکرِ اقبال میں اعتراف کیا ہے کہ یہ اقبال کا شعر ہے۔ مگر خوفِ بدنامی سے دیوان میں درج نہیں کیا گیا۔ اقبال پہلے اسی نظریئے کا قائل تھا۔ مگر ایک وقت آتا ہے کہ وہ بھی "امام مہدی" کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ

دنیا کو ہے اُس مہدی برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالم افکار

یہ بھی موعود اقوام عالم کی توجہ قدسیہ کی ایک تاثیر ہے اور آج تو ایک عالم اپنی زبانِ حال و قال سے کہہ دیا ہے کہ کاش آسمان سے کوئی رہنما آئے۔ اور دنیا کو امن و سلامتی کی راہ دکھائے۔

یہ کیا ہے؟ یہ وہ انقلاب ہے۔ جو موعود اقوام عالم کی بعثت سے دنیا کے افکار و اذہان میں ہو رہا ہے۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم آپ کا پیغام پہنچاتے چلے جائیں۔ تا دنیا روحانی انقلاب کے راستے پر قدم بڑھاتی چلی جائے۔

درخواست دعا

خاکسار عرصہ تین چار سال سے Filerial Chyluria (فائیلیریل کائی لوریا) کے مرض میں مبتلا ہے۔ علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس سبب سے تنگدستی بھی رہتی ہے۔ احباب جماعت۔ درویشان کرام و دیگر بزرگان سے استدعا ہے کہ خاکسار کی مکمل شفایابی اور فراخی رزق کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرما کر مشکور فرمائیں۔

خاکسار حاتم خان احمدی از بھدرک (اڑیسہ)

مبلغین مشرقی افریقہ (بقیہ صفحہ اول)

مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب خلیل اور مکرم حکیم محمد ابراہیم صاحب دونوں ہی فروری ۱۹۴۸ء میں تبلیغ اسلام کی غرض سے قادیان سے ایسٹ افریقہ تشریف لے گئے اور مسلسل تیرہ سال کامیاب تبلیغی خدمات بجا لانے کے بعد گذشتہ سال ماہ فروری ۱۹۶۰ء میں واپس ربوہ پہنچے۔ دونوں حضرات کو مشرقی افریقہ کے چاروں حصوں ٹانگانیکا، کینیا۔ یوگنڈا اور زنجبار میں کام کرنے کا موقع ملا۔ دونوں کی تبلیغ سے ہزاروں افریقن حلقہ بگوش اسلام ہو کر داخل سلسلہ ہوئے۔ متعدد مقامات میں انہیں کی نگرانی میں مساجد کی تعمیر عمل میں آئی۔ افریقہ ...

تحریکِ چندہ درویش فنڈ
کی طرف
خاص توجہ کی ضرورت

موجودہ مالی سال کے شروع میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے تاکیدی ارشاد بابت اضافہ آمد کے مطابق درویش فنڈ کی تحریک کا ازسرنو آغاز کر کے پیشتر ازیں کئی مرتبہ مخلصین جماعت کو اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے۔ لیکن آج تک کے آمدہ وعدہ جات اور وصول کی رفتار متوقع بجٹ آمد درویش فنڈ کے مطابق نہیں ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اس تحریک کی اہمیت اور ضرورت کے مطابق اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ ماہ دسمبر ۱۹۶۰ء میں جن دوستوں کی طرف سے درویش فنڈ کی وصولی ہوئی ہے کی اسموار فہرست ذیل میں بغرض دعا شائع کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام دوستوں کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ اور جن دوستوں نے تا حال اس تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ ان کو بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

فہرست وصولی درویش فنڈ بابت ماہ دسمبر ۱۹۶۰ء

نام	رقم
مکرم بابو فیروز الدین صاحب جموں	۴/-
،، سید مبشر احمد صاحب سعد پوری سونگھڑہ	۱۰/-
محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ ،،	۵/-
،، سیٹھ محمد یوسف صاحب بانی کلکتہ	۸۰/-
،، سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی ،،	۶۰/-
،، بابو محمد رفیق صاحب ،،	۱/-
از جماعت احمدیہ کٹی پورہ	۱/-
از جماعت خانپور ملکی نمازی پور	۶/-
،، پی احمد علی صاحب مرکرہ	۵/-
،، کمال الدین صاحب موسٹے بنی مائینز	۲/-
،، محمد احمد صاحب جمشید پور	۷/۷۵
،، محمد صبغت اللہ صاحب بنگلور	۱۰/-
،، محمد امام صاحب ،،	۱/-
،، ایم ابراہیم صاحب پینگاڈی	۳۵/-
،، پی احمد صاحب ،،	۱/۵۰
ایم۔ ایس ناکی ایجنسی ،،	۴/-
،، ایم۔ این عبد اللہ صاحب ،،	۵/-
،، عبد السلام صاحب رشی نگر	۴/۸۸
،، محمد الطاف صاحب امروہہ	۲/۷۵
،، سید محی الدین صاحب احمد رانچی	۴۹/-
،، مولوی عبد الحق صاحب فضل ،،	۱/-
،، ڈپٹی محمد ایوب صاحب ،،	۵/-
،، سید الیاس احمد ابن ،، ،، ،،	-/۲۵
،، سید مصطفیٰ ،، ،، ،،	-/۲۵
،، سید لئیق احمد صاحب ،، ،،	۲/-
،، مظہر احمد صاحب بالی ،،	۵/-
از جماعت احمدیہ آسنور	۲/-
خادم حسین صاحب کالا بن	۴/-
،، عبد الرحمٰن صاحب کالی کٹ	۵/-
،، صوفی محمد ابراہیم صاحب قادیان	۲۶/-
،، ملک سیف الرحمٰن صاحب ،،	۲/-
،، حاجی محمد اسمٰعیل صاحب ،،	۱۰/-
محترمہ نصیر بیگم صاحبہ قادیان	۵/-
مکرم نذیر احمد صاحب گلبرگہ	۱۰/-
،، سید مدار شاہ صاحب شموگہ	۵۵/-
،، سید وزارت حسین صاحب اورین	۱۰/-
،، قمر علی احمد صاحب بنگال	۵/-
،، ایم۔ ایل رحمٰن صاحب	۱۹/۲۵
،، اعجاب الحق صاحب بالاسور	۲۰/-
،، ملک بشیر احمد صاحب و	
شریف احمد صاحب آڑھا	۲/-
،، میر غلام محمد صاحب یاڑی پورہ	-/۵۰
حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد	۵/-
،، سیٹھ فاضل الہ دین صاحب ،،	۴/-
،، سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب ،،	۲/-
،، سید حسن صاحب کا جیکوڑا ،،	۱۰/-
لاڈلی بیگم صاحبہ اہلیہ حسن صاحب ،،	۱۰/-
،، سید عمر ابن سید حسن صاحب ،،	۱۰/-
،، سید جہانگیر صاحب ،،	۱۰/-
،، سید اختر احمد صاحب پٹنہ	۲/-
،، انوار احمد صاحب ارلکوٹ	۱۰/-
،، اسرار احمد صاحب ،،	۱۰/-
،، حنیف صاحب کیرپا ،،	۱/-
،، حافظ لیلیٰ صاحب ،،	۱/-
،، محمد علی شاہ صاحب اجمیر ٹک	۲/-
،، عبد الحکیم خان صاحب ،،	۲/-
،، محمد عبد الرب صاحب ،،	۱/-
بشیرن بی بی صاحبہ کیرنگ	۲/-
،، علی خان صاحب ،،	۲/-
،، محرم علی صاحب ،،	۱/-
،، شاہ بہادر صاحب خان صاحب ،،	۴/-
،، مجیب لعل خان صاحب ،،	۵/-
،، محمد مشتاق خان صاحب ،،	۲/-

لجنہ اماء اللہ سدھاگوڑا جمشید پور

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مقامی طور پر لجنہ اماء اللہ کے زیر اہتمام محمد سلیمان صاحب کے مکان پر جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا جس میں تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد عاجزہ نے آنحضرت صلعم کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔ اور مستورات کو بتایا کہ حضرت اقدس کی بعثت سے قبل ملک عرب کی کیسی حالت تھی۔ وہ ضلالت کے گڑھے میں پڑے تھے۔ لیکن آپ کے اخلاق نے کس طرح جلد ان کو جانور سے انسان اور انسان سے با اخلاق انسان اور پھر با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دیا۔ اور اتنے قلیل عرصہ میں وہ کیا سے کیا ہو گئے۔ اور خدا اور اس کے رسول کے عشق میں ایسے عدیم المثال کارنامے انجام دیئے جس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ اس کے بعد آپ کے احسانات عورت پر کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ آخر میں مکرم مولوی عبد الحق صاحب نے سورہ فاتحہ کی تفسیر نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں قریباً پون گھنٹہ بیان فرمائی جس سے مستورات بہت ہی محظوظ ہوئیں۔ غیر احمدی مستورات بھی جلسہ میں شامل تھیں۔

عزیزہ فاطمہ صدر لجنہ اماء اللہ حلقہ سدھاگوڑا (جمشید پور)

چندہ چاردیواری احمدیہ قبرستان جمشید پور

جماعت احمدیہ جمشید پور کی طرف سے یہ اطلاع ملنے پر کہ اگر احمدیہ قبرستان کے قطعہ پر فوری طور پر چاردیواری نہ بنائی گئی تو اس قیمتی پلاٹ کا جماعت کے قبضہ سے نکل جانے کا سخت خدشہ ہے۔ جماعت احمدیہ جمشید پور اپنے وسائل کی کمی کی وجہ سے اس کی تکمیل فوری طور پر نہیں کر سکتی۔ اس لئے جماعت کو ان غیر معمولی حالات کی وجہ سے اس غرض کے لئے دوسری جماعتوں سے چندہ لینے کی اجازت دی جائے۔ ان غیر معمولی حالات کے پیشِ نظر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جماعت احمدیہ جمشید پور کو استثنائی طور پر صرف جماعت ہائے احمدیہ بہار و کلکتہ سے مبلغ دو ہزار روپے تک چندہ اس غرض کے لئے لینے کی اجازت دی ہے۔ یہ چندہ صرف ان احباب سے لیا جائے جو بقایادار نہ ہوں اور اس چندہ کی وجہ سے لازمی چندہ جات اور دیگر مرکزی چندہ جات کی آمد پر اثر نہ پڑے۔

یہ اعلان جماعت ہائے احمدیہ بہار و کلکتہ کی اطلاع کے لئے کیا جاتا ہے کہ وہ اس کارِ خیر میں تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

موجودہ مالی سال کی آخری سہ ماہی

موجودہ مالی سال کے نو ماہ گذر چکے ہیں اور اب صرف تین ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ جملہ جماعتوں کے لئے بجٹ، وصولی اور بقایا کی پوزیشن کے متعلق مقامی سیکرٹریان مال کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے جنوری میں اطلاع بھجواتے ہوئے تحریک کی جا چکی ہے کہ وہ وصولی چندہ میں کمی کو پورا کرنے کی طرف فوری توجہ کریں اور جن احباب جماعت کے ذمہ بقایا چندہ قابل ادا ہے ان سے وصول کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔۔۔۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے"۔

پھر فرمایا کہ:- "جب کہ میں نے جلسہ کے موقع پر بھی دوستوں سے کہا تھا کہ اب وقت آگیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی وعدوں اور الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے اور جماعت کے تمام دوست دین اور اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کر دیں"۔

حضور کے مندرجہ بالا ارشادات سے واضح ہے کہ حضور احباب جماعت کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کیلئے عملی تاکید فرماتے ہوئے یہ توقع رکھتے ہیں کہ احباب جماعت باوجود اپنی ذاتی اور خاندانی ضروریات اور مشکلات کے دین کے کام کو مقدم رکھتے ہوئے اپنے ذمہ کے لازمی چندہ جات کو سو فیصدی ادا کریں۔

اگر ہماری جماعت کے دوست اس نکتہ کو صحیح طور پر سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوں تو یہ امر یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے احباب کی ذاتی اور خاندانی مشکلات کو بھی اپنے فضل سے خود دور فرما سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دوست مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھائیں اور اپنے ذمہ بقایا چندہ کو ادا کر کے خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ جماعتوں کے صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کے علاوہ جہاں مبلغین صاحبان مقیم ہیں ان کو بھی چاہیئے کہ وہ جماعت کے تمام افراد پر ان کی ذمہ داری واضح کرتے ہوئے سو فیصدی چندوں کی وصولی میں کوشش کر کے ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔ ناظر بیت المال قادیان

خبریں

بمبئی ۵ رفروری۔ بھارت کے مشہور ماہر ڈاکٹر رادھا کرشنن نے سوشل سائنس کے ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ کی سلور جوبلی پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ بھارت میں سوشل تعلقات کو صحت مندانہ طور پر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ بھاشائی جنون۔ صوبائی تعصب اور ذات پات کے امتیاز ملک کی یکجہتی کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ بھارت کی قدیم تاریخ کا مطالعہ کریں۔ تو معلوم ہوگا کہ جب ہم متحد رہے تو ہم نے تمام مشکلات پر عبور حاصل کیا۔ اور جب ہم آپس میں بٹ گئے تو نقصان میں رہے۔ انہوں نے کہا برابری یا ایسے ہی دوسرے اصول آئین میں درج کرنے سے ہی مطلب حل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ یہ ہوتا ہے کہ ہم ان اصولوں پر کہاں تک عمل کرتے ہیں۔ صرف خارجی امور کی ترقی سے ہی ملک خوشحال نہیں ہوسکتا بلکہ اندرونی ترقی کی بھی اشد ضرورت ہے۔ دنیاوی ترقی اخلاقی ترقی کے بغیر کسی کام کی نہیں اور ہمیں اخلاقی قدروں کو اپنانا چاہیئے ظاہری ترقی سے تو ہم دنیا کے چیلنج کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن دنیا میں جنم لینے کا مقصد صرف پیسہ اکٹھا اور دولت جمع کرنا ہی نہیں بلکہ آتما کو اعلیٰ بنانا ہی جنم لینے کا مقصد ہے ہمارے سامنے اپنے ملک اور دنیا کی بہبودی ہونی چاہیئے۔ ہماری سوسائیٹی کی کمزوری کا بڑا اکاسن یہ ہے کہ جہاں بڑا انقلاب ہونا چاہیئے وہاں کھوکھلا پن ہے۔

جالندھر ۵ رفروری۔ میونسپل کمیٹی جالندھر کے اعداد و شمار کے مطابق جالندھر میں گوشت کھانے والوں کی تعداد دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اور جہاں ۱۹۵۹ء میں جالندھر میونسپل کمیٹی کے ذبح خانہ میں ۲۷۸۷۰ بکرے ذبح کئے گئے تھے وہاں پچھلے سال ۱۹۶۰ء میں ۲۷۰۲۹ بکرے ذبح کئے گئے اس کے علاوہ گوشت کھانے والے پچھلے سال ہزاروں مرغے۔ تیتر۔ بٹیر اور انڈے بھی کھائے گئے ہیں۔

ترونڈرم ۵ رفروری۔ وزیر دفاع شری کرشنا مینن نے آج بیان کیا کہ صرف فوج ہی کسی دیش کی حفاظت نہیں کرسکتی دیش کی حفاظت کا انحصار عوام کے حوصلہ اور حب الوطنی پر ہے اور نیشنل کیڈٹ کور لوگوں میں دیش بھگتی شہریت اور ڈسپلن کے اوصاف کو بڑھاوا دیتی ہے۔ وہ یونیورسٹی سٹیڈیم میں این۔سی۔سی۔ اے۔سی۔سی کی پریڈ کو خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ اگر بدقسمتی سے خارجی یا داخلی یا ہنگامی حالات کے باعث مسلح افواج کو قوم کی مدد کے لئے بلایا گیا تو این سی سی کو ڈیفنس کی دوسری لائن کے طور پر کام کرنا پڑے گا اس وقت ہمیں ایسی کسی ہنگامی حالت کا سامنا نہیں اور ایسی سنگین صورت حال پیدا ہونے کا کوئی امکان بھی نہیں۔

ماسکو ۵ رفروری۔ تاس نیوز ایجنسی نے اعلان کیا ہے کہ روس نے ساڑھے چھ ٹن وزنی ایک سپوتنک فضا میں چھوڑا ہے سپوتنک کا ریڈیو سسٹم خوش اسلوبی سے کام کررہا ہے۔ سپوتنک ایک ایسے مدار پر چکر لگا رہا ہے۔ جو کہ زمین سے زیادہ سے زیادہ ۳۲۷۶۰ کلومیٹر اور کم سے کم ۲۲۳۵ کلومیٹر کی بلندی پر ہے۔ یہ سپوتنک ۸۹۱ عشاریہ ۸ منٹ میں زمین کے اردگرد چکر پورا کرتا ہے۔ سپوتنک کا مدار خط استوا سے ۶۴ ڈگری کا زاویہ بنائے ہوئے ہے

امرت سر ۵ رفروری۔ پاکستان اور نارتھ زون ٹیم کا سہ روزہ کرکٹ میچ آج ہار جیت کا فیصلہ ہوئے بغیر ختم ہوگیا۔ اس سے پہلے بھارت اور پاکستان کے بارہ اور کرکٹ میچ بھی ہار جیت کا فیصلہ ہوئے بغیر ختم ہو گئے تھے۔ کل امرت سر کے دوستانہ میچ میں نارتھ زون کی ٹیم نے ۵۷ دوڑیں بنائی تھیں اور اس کے دو کھلاڑی آؤٹ ہوئے تھے۔ آج تمام کھلاڑی ۱۴۴ دوڑیں بنا کر آؤٹ ہوگئے۔ آج امرت سر میں موسم خوشگوار تھا۔ اور اتوار کی چھٹی کی وجہ سے تماشائی بھی بھاری تعداد میں جمع تھے۔

اظہار تعزیت

• — رانچی۔ حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی محترم مولانا ابوالبشارت عبدالغفور صاحب کے انتقال پر سخت رنج والم کا اظہار کرتے ہوئے تمام مقامی جماعت مرحومین کی بلندیٔ درجات کیلئے دعا کرتی ہے۔ بعد نماز جمعہ بزرگان کی نماز جنازہ بھی ادا کی گئی۔ (منجانب مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ)

• — جماعت احمدیہ ڈسٹرکٹ سری کاکولم (آندھرا پردیش) ایک غیر معمولی اجلاس میں حضرت بھائی جی نیز جناب مولوی عبدالغفور صاحب کے مناقب بیان کئے گئے۔ نئی پود کو مرحومین کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی گئی۔ اور دونوں بزرگان کی وفات پر تعزیتی قرار دادیں پاس کی گئیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (منجانب جناب سید بدرالدین احمد صاحب معلم وقف جدید انہ سری کاکولم)

• — لجنہ اماء اللہ حیدرآباد دکن حضرت بھائی جی کی وفات کی سے دلوں کو بیحد صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو بلند درجات عطا فرمائے اور آپ کے تمام پسماندگان کو حضرت بھائی جی مرحوم کا حقیقی رنگ میں جانشین بنائے اور ان کی خوبیاں ان میں پیدا کرے آمین۔ (منجانب اہلیہ صاحبہ مولوی سید بشارت احمد صاحب حیدرآباد دکن)

منگلور (کیرالہ) حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کی وفات کی خبر بیان بڑے رنج و افسوس کے ساتھ پڑھی گئی۔ نماز جمعہ کے بعد آپ کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے نمونہ پر عمل کرنے اور زندہ رہنے کی توفیق دے۔

خاکسار پی محمد احمد مالاباری از منگلور۔ کیرالہ)

لکھنؤ ۶ رفروری۔ گذشتہ چند روز سے بارش ہونے اور اولے پڑنے کی وجہ سے اترپردیش کے مشرقی اضلاع میں فصلوں کو بڑا نقصان پہنچا ہے۔ اس سے ایک درجن سے زائد اشخاص ہلاک اور تین صد سے زائد مویشی ہلاک ہوگئے دیوریا کی اطلاع ہے کہ ضلع میں کئی مقامات پر ژالہ باری ہوئی ہے جس سے چار بچے ہلاک ہوگئے۔ کئی مقامات پر گھنٹوں تک اولوں کی ایک ایک فٹ تہہ جمی ہوئی دیکھی گئی۔ جونپور کے شاہ گنج علاقے میں ژالہ باری سے دو لڑکے اور ایک بوڑھی عورت ہلاک ہوگئی۔ اور فصلیں بالکل تباہ ہوگئیں۔ ہزاروں پرندے اور درجنوں مویشی ہلاک ہوگئے بتایا جاتا ہے کہ یہاں اتنی شدت کی ژالہ باری ہوئی کہ سینکڑوں درخت بھی گر گئے۔ ضلع گورکھپور میں اولے پڑے ہندوستان اور تبت پر واقع علاقے برف پڑنے سے بالکل منقطع ہوگئے ہیں اور سڑکوں پر چٹانوں اور پتھروں کے گر جانے سے ٹریفک رک گیا ہے۔ المورڑہ۔ گڑھوال اور ٹیڑھی میں شدت کی برف پڑ رہی ہے۔

بمبئی ۶ رفروری۔ معلوم ہوا ہے کہ بھارت سرکار ضلع احمدنگر میں کسی موزوں مقام پر اخباری کاغذ کا ایک کارخانہ کھولنے پر غور کررہی ہے۔ اس ضلع میں کل ۱۲ کھانڈ ملیں ہیں۔ اور گنے کے چھلکے کو کاغذ کے کارخانہ میں استعمال کرنے کے لئے یہ سکیم بنائی گئی ہے۔ حال ہی میں کینیڈا اور امریکہ کے کچھ ماہرین نے اس سلسلہ میں ضلع کا دورہ کیا تھا۔ ماہرین کا خیال ہے کہ مجوزہ کارخانہ سے ہر سال تیس ہزار ٹن اخباری کاغذ کی پیداوار ہوسکتی ہے۔

لندن ۶ رفروری۔ اٹلی کے دو ریڈیو ماہرین نے کل رات یہاں بیان کیا کہ انہوں نے ریڈیو پر خلا میں آنیوالی ایک انسانی آواز سنی ہے۔ اور ان کا خیال ہے کہ یہ انسانی آواز روس کے اس ساڑھے چھ ٹن وزنی سپوتنک میں آرہی ہے جسے کہ اس نے ۴ رفروری کو خلا میں چھوڑا ہے۔ دریں اثناء کئی برطانوی اخبارات نے بھی اس امر کے متعلق قیاس آرائیاں کی ہیں کہ کیا روس نے اپنے سپوتنک میں کوئی انسان بھیجا ہے۔ اخبار "آبزرور" نے لکھا کہ یہ سپوتنک جس کا وزن ساڑھے چھ ٹن ہے کافی بڑا ہے اور اس میں آسانی سے دو آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ اخبار مذکور نے مزید لکھا ہے کہ یہ سپوتنک خاص طور پر انسان کو خلا میں بھیجنے کیلئے تیار کیا گیا ہے اور جب تک خلا میں بھیجے گئے آدمی واپس زمین پر نہیں آتے اس وقت تک اس بارہ میں کسی چیز کا انکشاف کئے جانیکا کوئی امکان نہیں ہے اخبار مذکور نے مزید لکھا ہے کہ پچھلے چند دنوں سے روس کے تلاش کرنیوالے چار بحری جہاز بحرالکاہل میں چکر لگا رہے ہیں۔ جہازوں کی قسم کی گشت پہلے صرف ایک مرتبہ ہی دیکھی گئی ہے جبکہ